تذکرۂ مجمع البحار

حیات، خدمات، ملفوظات و ارشادات اور اوراد و معمولات

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال کراچی

تذکرہ مجمع البحار

حیات و خدمات، ملفوظات و ارشادات، اوراد و معمولات

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

شیخ الحدیث حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم

حسبِ ہدایت و ارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

کتاب کا نام : تذکرہ مجمع البحار

سوانحِ اختر : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرتب : شیخ الحدیث مولانا الشاہ جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم

تاریخِ اشاعت :۴ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۴ مارچ ۲۰۱۶ء بروز پیر

زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر واشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، 92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔الحمدللہ!اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہوکر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہوسکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے ملاتے ہیں سُنّت کے راستے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کچھ مؤلف کے بارے میں

حضرت شیخ مولانا الشاہ جلیل احمد اخون دامت برکاتہم نجیب الطرفین ہیں، ان کے والد گرامی حضرت مولانا نیاز محمد صاحب ختنی ترکستانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۲ء میں چین کے شہر ختن صوبہ شنجانگ سے حصولِ علمِ دین کے لیے ہندوستان ہجرت کی تھی اور ۱۰سال دارالعلوم دیوبند کے احاطہ میں صرف کرکے اپنے اساتذہ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور سراج المحدثین حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھی ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر ۵۰سال بہاول نگر کے صحرائی علاقہ میں دین کی خدمت کرتے ہوئے گزار دیے۔ ۱۹۹۲ء کو وفات پائی۔ اور ایک بہت بڑا صدقہ جاریہ علمی مرکز جامع العلوم عید گاہ بہاول نگر، تلامذہ اور اولاد صالحین کی شکل میں پیچھے چھوڑ گئے۔ حضرت شیخ نے اپنے والد گرامی کی سوانح حیات ''مشکِ ختن'' کے نام سے مرتب کی ہے جو پڑھنے والے کے ایمان کو تازہ کر دیتی ہے۔ اور حضرت شیخ کی والدہ مرحومہ سہارن پور کے اس خاندان سے تعلق رکھتی تھیں جو خانقاہ رحیمیہ رائے پور کے اہم ارکان میں سے تھا۔ حضرت شیخ کے نانا جان حضرت قاری ابو الحسن سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خادمِ خاص تھے اور ان کے حکم پر بہاول نگر کے قریب قصبہ منچن آباد میں ۴۰سال تک قرآنِ مجید کی خدمت کرتے ہوئے ۱۹۶۸ء میں وفات پائی۔

حضرت شیخ نے ۱۹۷۸ء میں گورنمنٹ کمپری ہینسو ہائی اسکول بہاول نگر سے میٹرک اعلیٰ نمبروں سے پاس کی، اس کے بعد جذبِ الٰہی سے دنیوی تعلیم کو خیر باد کہہ

کر جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں داخلہ لے لیا اور ۸ سال اساطینِ علم و عمل سے علمِ دین حاصل کر کے ۱۹۸۶ء میں سندِ فراغت حاصل کی اور ۱۹۸۷ء سے جامع العلوم عید گاہ بہاول نگر میں تدریسی وانتظامی خدمات انجام دینا شروع کر دیں اور علمِ دین کے تقریباً ہر فن کی کتاب کئی کئی سال تک زیرِ تدریس رہی، ۱۹۹۲ء سے شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہو کر تادمِ تحریر بخاری شریف اور ترمذی شریف پڑھا رہے ہیں۔

۱۹۸۰ء سے عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں جانا شروع کر دیا تھا اور تقریباً ہر جمعہ کی مجلس میں پابندی سے حاضر ہوتے رہے، حضرتِ والا کی آپ پر بہت توجہ اور شفقت رہی اور حضرتِ والا نے متعدد بار فرمایا کہ مولانا قدیم الصحبت ہیں اور بچپن سے ہمارے پاس آتے ہیں، اور فرمایا مولانا میری فوٹو اسٹیٹ ہیں اور اب کچھ عرصہ پہلے جب حضرت شیخ کا حضرتِ والا کی موجودگی میں خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی میں بیان ہوا تو حضرتِ والا نے خوش ہو کر فرمایا کہ مولانا پہلے میری فوٹو اسٹیٹ تھے اب میری پوری اسٹیٹ لے لی۔ یہ نسبت اتحادی کی طرف اشارہ ہے۔

۱۹۹۶ء میں عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور بہاول نگر میں خانقاہی کام شروع کرنے کا حکم فرمایا چناں چہ حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ خود بھی ۱۹۹۷ء میں کراچی سے بہاول نگر تشریف لائے اور خانقاہ اشرفیہ اختریہ کی بنیاد رکھی جہاں آج الحمدللہ وسیع پیمانے پر اصلاح وتزکیہ کا کام ہو رہا ہے حضرتِ والا نے کئی بار ارشاد فرمایا کہ بہاول نگر میں ہماری ایجنسی ہے جہاں ہمارا مال ملتا ہے۔

حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت ومحبت اور تعلق کی برکت سے مرض الوفات میں تین دین پہلے سے حاضری کی سعادت ملی اور وفات کے وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود تھے اور غسل وکفن اور جنازہ وتدفین کی سعادت ملی۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست، تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرتِ والا کی توجہ خاص اور دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ حضرت شیخ سے بین الاقوامی سطح پر اصلاح وتزکیہ اور عشقِ الٰہی کا کام لے رہے ہیں۔ بہاول نگر میں خانقاہ اشرفیہ اختریہ کے تحت مستقل مجالس ومعمولات اور طباعتِ وعظ وبیان وکتب اور انٹرنیٹ کے ذریعے بیانات واصلاحی خطوط وغیرہ پر بڑا وسیع کام ہورہا ہے۔ ملتان میں خانقاہ جلیلیہ اور برطانیہ وآسٹریلیا اور کراچی وکوئٹہ ودیگر جگہوں میں دارالاصلاح کے نام سے خانقاہیں بھی قائم کی ہیں جہاں مستقل بنیادوں پر کام ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح کی نظر بد سے محفوظ رکھے اور ہر قسم کے شرور فتن سے بچائے اور حضرت شیخ کو ۱۳۰ سال کی عمر صحت وعافیت اور خدماتِ دینیہ مقبولہ کے ساتھ عطا فرمائے اور حضرت شیخ کی اولاد صلبی اور روحانی کو شرفِ ولایت نصیب فرمائے، آمین۔

۞۞۞۞

نفس کے بندے

چین اِک پَل کو بھی دلوں میں نہیں
گردنوں میں عذاب کے پھندے

دفن کرکے جنازہ عزّت کا
خوار پھرتے ہیں نفس کے بندے

عرضِ مؤلف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے جب ۱۹۹۸ء میں مرشدناومولانا شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں رنگون وڈھاکہ کے سفر کی سعادت بخشی جس کی پوری روئیداد ”سفر نامہ رنگون وڈھاکہ“میں رقم ہے، ایک دن ایک بڑے مجمع کو بیعت کرنے کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بندے سے فرمایا کہ انہیں معمولات وغیرہ بتادو تو بندے نے معمولات کے ساتھ ساتھ عظمتِ شیخ، ضرورتِ شیخ اور تعارفِ شیخ بھی پیش کردیا اس سے حاضرین کو بے حد نفع ہوا، یہاں تک کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے خادمِ خاص حضرت میر عشرت جمیل صاحب دامت برکاتہم نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مولانا کے مضمون سے مجھے خود بے حد نفع ہوا ہے اور آپ کے ساتھ محبت میں بہت اضافہ ہوا ہے۔

اس کے بعد اس سفر میں گاہے گاہے اس موضوع پر حضرت میر صاحب دامت برکاتہم اور بندہ گفتگو کرتے رہتے تھے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اس موضوع پر کھل کر بات چیت اسی کے بعد شروع ہوئی اس کے بعد جب پاکستان واپسی ہوئی اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی بار خانقاہ کی مسجد اشرف میں بندے کا بیان کرایا اور سفر کی روئیداد پیش کرنے کا حکم فرمایا اور احباب کے اصرار پر اسے کتابی شکل دی گئی تو

اس کے شروع میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی مختصر انداز میں پیش کیے گئے جن کی معلومات دینے میں زیادہ حصہ حضرت میر صاحب دامت برکاتہم کا تھا اور کچھ وہ باتیں تھیں جو بندے نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے خود سنیں تھیں۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے اس تعارفی خاکہ کو ''سفر نامہ رنگون وڈھاکہ'' کے شروع میں شایع کر دیا، جب خانقاہ کراچی حاضر ہو کر حضرت کی خدمت میں کتاب پیش کی تو سوانحی خاکہ دیکھ کر حضرت نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا آیندہ ایڈیشن میں اسے حذف کر دینا۔ بندے نے بلا اجازت شایع کرنے پر معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ آیندہ شایع نہیں کریں گے۔ بندہ بہاول نگر واپس آگیا، تین چار دن کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا کراچی سے فون آیا، حضرت نے فرمایا کہ احباب نے بتلایا ہے کہ آپ کا تعارفی خاکہ پڑھ کر آپ سے محبت میں شدت پیدا ہو گئی ہے اور یہ بات سمجھ آگئی ہے کہ بزرگوں کے ایامِ فتوحات نہ دیکھو بلکہ ایّامِ مجاہدہ دیکھو اور اس کی اتباع کرو، لہٰذا اس کو برقرار رکھو بلکہ کچھ اور حالات بھی پوچھ کر شایع کر دو۔

الحمدللہ حضرت کی اس حوصلہ افزائی اور اجازت کے بعد بندے کو محسوس ہوا کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ پہ مستقبل میں لکھی جانے والی کوئی بھی تفصیلی کتاب کا یہ متن ہو گا۔ چناں چہ آج جب کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے درمیان نہیں ہیں اور ان پر مختلف اخبارات اور رسائل میں مضامین منصّۂ شہود پر آئے ہیں اور آپ کے بارے میں تعارفی کلمات لکھے گئے ہیں تو تقریباً سب نے اسی سوانحی خاکہ سے استفادہ کیا ہے مثلاً روزنامہ اسلام، ضربِ مومن، ماہنامہ الابرار کراچی، ہفت روزہ خاور بہاول نگر، صدائے اسلام میلسی، ہفت روزہ ختم نبوت، روزنامہ نئی بات اور دارالعلوم (وقف) دیوبند کا نمایندہ رسالہ ماہنامہ ندائے دارالعلوم دیوبند میں یہ حالات شایع ہوئے۔

بزرگانِ دین کا فیضان ان کے دنیا سے جانے کے بعد مزید بڑھ جاتا ہے۔ آج جب کہ ہر طرف حضرت کے فیضان کی بازگشت ہے تو اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی گئی کہ حضرت کے اس سوانحی خاکہ کو کتابی شکل میں شایع کر دیا

جائے تاکہ ان کے مآثر طیبہ خواہ وہ کتابی شکل میں ہوں یا ریکارڈنگ وعظ و بیان ہوں یا خلفاء کرام ہوں ان سے اُمّت پوری بصیرت و معرفت کے ساتھ مستفید ہو، اسی لیے بزرگانِ دین کی سوانح حیات مرتب کی جاتی ہیں بلکہ بعض بزرگوں نے آپ بیتی کے نام سے بھی اپنے حالات مرتب کیے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ نفع بزرگانِ دین کی سوانح حیات پڑھ کر ہوا تو الحمدللہ یہ ''مجمع البحار'' کتاب کچھ اضافہ جات کے ساتھ حاضر خدمت ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ حضرت رحمہ اللہ کا وہ ارشاد ہے کہ میں نے تین بزرگوں کے دریا کا پانی پیا ہے میں تربتی ہوں تین سال مولانا شاہ محمد احمد صاحب پڑتاب گڑھی، سترہ سال حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اور پھر مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ سے اب تک۔

آخر میں ان تمام احباب کا مشکور ہوں جنھوں نے کم وقت میں شب و روز محنت کر کے اس عجالہ نافعہ کی طباعت میں اہم کردار ادا کیا۔ خاص طور پر مولوی محمد امجد سَلَّمَہٗ، قاری محمد قاسم جلیلی سلمہٗ، فیاض محمود سلمہٗ، ابرار محمود سلمہٗ، سید اختر غازی سلمہٗ، محمد عدنان سلمہٗ، طالب مصطفی سلمہٗ، عدیل جاوید سلمہٗ کے لیے دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے، آمین۔

دیدۂ اشکبارِیدہ

لذّتِ قربِ ندامت گریۂ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدہ اشکبارِیدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہو گئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اختر

تذکرہ مجمع البحار

مختصر سوانحی خاکہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات نہایت اختصار کے ساتھ پیش کرنے کی جرأت کررہا ہوں، تاکہ طالبینِ حق کے لیے قدردانی و فیض رسانی کا باعث اور طریقِ سلوک میں مشعلِ راہ ثابت ہو۔ ورنہ یہ اہلِ دل نہ اس کے خواہش مند اور نہ ہی اس کے محتاج ہوتے ہیں۔ بقول تائب صاحب ؎

رشک شمس و قمر کو غم کیا ہے
کوئی روشن کرے ہزار دیا

ولادت باسعادت

ہندوستان کے صوبہ یو۔پی کے ضلع پرتاب گڑھ کی ایک چھوٹی سی بستی اٹھیہہ کے ایک معزز گھرانے میں مرشدنا و مولانا حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی، سنِ ولادت ۱۹۲۴ء ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام محمد حسین تھا جو ایک سرکاری ملازم تھے۔ حضرتِ والا اپنے والد صاحب کے اکلوتے فرزند تھے، آپ کی دو ہمشیرگان تھیں، اس لیے والد صاحب آپ سے بے انتہا محبت فرماتے تھے، حضرتِ والا جب اپنے والد صاحب کی محبت و شفقت کے واقعات کا تذکرہ فرماتے تھے تو اشکبار ہو جاتے تھے۔

حلیہ مبارک

اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو حسنِ باطنی کے ساتھ ساتھ حسنِ ظاہری سے بھی خوب نوازا تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ دراز قد، مضبوط جسم، سرخ وسفید رنگ، کتابی پُر نور چہرہ، ستواں ناک، مستی عشقِ الٰہی سے معمور آنکھیں جو اکثر یادِ محبوب میں بہتی رہتی تھیں، یہ ادا وفات سے قبل بھی نہ گئی، وفات سے چند لمحے پہلے بھی حضرت کی آنکھوں سے محبتِ الٰہی میں دو آنسو گالوں پر لڑھک گئے۔ کشادہ پیشانی سعادت کی نشانی، مظہر نور یزدانی، وسیع و عریض سینہ، لمبے بازو، کشادہ ہتھیلی، جب سینے میں فراقِ محبوب کی تڑپ بڑھتی تو گہرا سانس لیتے اس سے سینہ پھول جاتا، ایسے لگتا تھا کہ اگر سانس نہ لیتے تو شدتِ فراقِ محبوب سے پھٹ جاتا۔ اکثر سفید لباس زیب تن فرماتے تھے، شلوار نصف ساق تک ہوتی۔ جب سفید لباس اور پانچ کلی ٹوپی پہن کر مجمع میں تشریف لاتے تو دیکھنے والا آپ کا سر تا پا دیکھتا ہی رہ جاتا، محض آپ کو ایک نگاہ دیکھنے سے کتنوں کی زندگیوں کا رخ بدلا۔ چال میں عجز و انکساری کے ساتھ ساتھ استغنا کی شان بھی پائی جاتی، پاؤں میں سفید جرابیں اور کھلی جوتی استعمال فرماتے، موسمِ سرما میں عام قمیص پر گرم کپڑے کی بنی ہوئی قمیص پہنتے اس طرح قدیم اللہ والوں کی دوہری قمیص پہننے کی سنت پر عمل فرماتے۔ آپ کی قمیص میں تین جیبیں ہوتیں، سامنے کی جیب بائیں جانب ہوتی اس پر فلاپ لگواتے جو بٹن یا چیپی سے بند ہوتی، دائیں بائیں کی جیبوں پر زنجیر لگواتے۔ شوقِ جہاد میں روزانہ لاٹھی چلاتے اور دیگر ورزش فرماتے اور اپنی صحت کا خوب خیال رکھتے۔ ہمیشہ شلوار پہنی لیکن بیماری کے تیرہ سالوں میں لنگی استعمال فرمائی۔

زمانۂ طفولیت ہی میں آثارِ جذبِ الٰہیہ

بچپن ہی سے حضرتِ والا پر آثارِ جذب کا ظہور ہونے لگا۔ حضرتِ والا کے والد صاحب سرکاری ملازمت کے سلسلے میں سلطان پور میں تھے حضرتِ والا کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ جو خود بھی اس وقت بچی تھیں آپ کو گود میں لے کر محلہ کی مسجد کے امام جناب حافظ ابو البرکات

صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دم کروانے لے جاتی تھیں۔ جناب حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ حضرتِ والا فرماتے ہیں کہ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں مجھے مسجد کے در و دیوار، مسجد کی خاک اچھی معلوم ہوتی تھی اور حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے اللہ تعالیٰ کی خوشبو محسوس ہوتی تھی اور دل میں آتا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔ اتنے چھوٹے بچے کو جبکہ ہوش و حواس بھی صحیح نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ کی محبت محسوس ہونا دلیل ہے کہ حضرتِ والا مادرزاد ولی ہیں۔ کچھ اور ہوش سنبھالنے کے بعد نیک بندوں کی محبت اور بڑھ گئی اور ان کی وضع قطع دیکھ کر بہت خوشی ہوتی اور ہر مولوی، حافظ اور داڑھی والے کو محبت سے دیکھتے۔

درجہ چہارم تک اُردو تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرتِ والا نے اپنے والد صاحب سے درخواست کی کہ علمِ دین حاصل کرنے کے لیے دیوبند بھیج دیا جائے، لیکن والد صاحب نے مڈل اسکول میں داخل کرادیا، حضرتِ والا کا دل ان دنیوی تعلیمات میں بالکل نہیں لگتا تھا اور والد صاحب سے بارہا عرض بھی کیا لیکن ان کے اصرار پر ناچار سخت مجاہدہ کر کے یہ دن گزارے۔ اسی زمانے میں جبکہ حضرتِ والا بالغ بھی نہیں ہوئے تھے گھر سے دور جنگل کی ایک مسجد میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے اور تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں رویا کرتے تھے، مسجد سے کچھ فاصلے پر مسلمانوں کے چند گھر آباد تھے، حضرتِ والا نے ان کو نماز پڑھنے کی دعوت دی اور ان پر مسلسل محنت کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ نمازی بن گئے اور مسجد میں اذان اور جماعت ہونے لگی اور لوگ آپ کو بطورِ مزاح اس مسجد کے نمازیوں کا پیر کہنے لگے۔

بچپن ہی میں حضرتِ والا چپکے سے اٹھ کر گاہ گاہ رات کے آخری حصہ میں ایک مسجد میں چلے جاتے، تہجد پڑھتے اور فجر تک اللہ تعالیٰ کی یاد میں خوب گریہ وزاری کرتے۔ ایک بار والد صاحب کے دوستوں میں سے کسی نے دیکھ لیا اور ان کو اطلاع کر دی اگلے دن جب حضرتِ والا فجر کے قریب مسجد سے باہر آئے تو والد صاحب مسجد کے باہر کھڑے ہوئے تھے اور فرمایا کہ تم میرے اکلوتے بیٹے ہو یہاں جنگل میں چور ڈاکو بھی ہوتے ہیں اور دشمن بھی ہوتے ہیں لہٰذا اتنی رات میں یہاں اکیلے مت آیا کرو، گھر میں ہی تہجد پڑھ لیا کرو۔ والد صاحب

کے حکم کی تعمیل میں حضرتِ والا پھر گھر پر ہی تہجد پڑھنے لگے۔ ان حالات کو دیکھ کر والد صاحب آپ کا نام لینے کے بجائے مولوی صاحب کہنے لگے اور ان کے دوست بھی آپ کو دُرویش اور فقیر کہتے تھے۔ واقعی کسی نے سچ کہا ہے ؎

زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

مثنوی مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ

اسی دورِ نابالغی میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی شریف سے والہانہ شغف ہو گیا تھا۔ حضرتِ والا کے قرآنِ پاک کے استاد بڑی ہی دردناک آواز میں مثنوی شریف پڑھتے تھے، قرآنِ پاک پڑھنے کے بعد حضرتِ والا ان سے درخواست کرتے تھے کہ مثنوی شریف سنائیں تو وہ نہایت درد بھری آواز میں مثنوی شریف پڑھ کر حضرت کے قلب کو تڑپا دیتے تھے، اسی وقت سے حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرتِ والا کو بے پناہ محبت ہو گئی تھی اور مثنوی شریف سمجھنے کے شوق میں فارسی تعلیم شروع کر دی تھی حضرتِ والا اکثر فرماتے ہیں کہ میرے شیخِ اوّل تو مولانا رومی۔ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن سے میرے قلبِ مضطر کو بہت تسکین ملی اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا دردِ اوّلاً مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی حاصل ہوا، اسی زمانے میں مثنوی شریف کے اشعار پڑھ پڑھ کر رویا کرتے تھے، خصوصاً یہ اشعار ؎

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرح از دردِ اِشتیاق

اے خدا! تیری جدائی کے غم میں میں اپنا سینہ پارہ پارہ چاہتا ہوں تاکہ تیری محبت کی شرح دردِ اشتیاق سے بیان کروں ؎

ہر کہ را جامہ ز عشقے چاک شد
او ز حرص و عیب کلی پاک شد

عشقِ حقیقی کی آگ سے جس کا سینہ چاک ہو گیا وہ حرص و ہوس، عُجب و کبر، حب دنیا، حب جاہ، کینہ و حسد وغیرہ جملہ رذائل سے پاک ہو گیا ؎

آہ را جز آسمان ہمدم نبود
راز را غیر خدا محرم نبود

میں جنگل کے ایسے سناٹے میں آہ وفغاں کرتا ہوں جہاں کوئی میری آہ کا سننے والا نہیں ہوتا اور میری محبت کے راز کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تحصیلِ طب یونانی

درجہ ہفتم کے بعد حضرتِ والا کے والد گرامی نے پھر اصرار سے طبیہ کالج الٰہ آباد میں داخل کرادیا اور فرمایا کہ طب کی تعلیم کے بعد عربی درسیات کی تعلیم حاصل کرلینا۔ چناں چہ والد صاحب کی خواہش پر الٰہ آباد طب کی تعلیم کے لیے تشریف لے گئے اور اپنی پھوپھی صاحبہ کے ہاں قیام فرمایا وہاں سے ایک میل دور صحرا میں ایک مسجد تھی جو جنوں کی مسجد کے نام سے مشہور تھی وہاں گاہے گاہے حاضری ہوتی تھی اور یادِ الٰہی میں مشغول ہوتے تھے، اکثر ارشاد فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے میرے والد صاحب کو کہ انہوں نے مجھے طب پڑھائی جس سے مجھے اپنے احباب کو غیر معتدل ہونے سے بچانے میں مدد ملتی ہے اور ان کو معتدل رکھنے کے لیے اپنی طب کو کام میں لاتے ہوئے ان کی صحت کا پورا خیال رکھتا ہوں، اتنا وظیفہ بھی نہیں بتاتا کہ جس کو پڑھنے سے ان کے دماغ میں خشکی بڑھ جائے۔

حضرتِ والا طب میں ایک واسطہ سے حکیم محمد اجمل خان مرحوم کے شاگرد ہیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے مکاتبت

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مشہور وعظ "راحۃ القلوب" کے مطالعے کے بعد اس سلسلہ سے بہت مناسبت اور محبت پیدا ہو گئی اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کے لیے خط لکھا لیکن وہاں سے جواب آیا کہ حضرت علیل ہیں خلفاء میں سے کسی مصلح کا انتخاب کرلیا جائے۔ ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کی خبر ملی، شدید صدمہ ہوا اور بار بار یہ اشعار زبان پر آتے تھے اور گریہ طاری ہو جاتا تھا۔

جو تھے نوری وہ گئے افلاک پر
مثل تلچھٹ رہ گیا میں خاک پر

بلبلوں نے گھر کیا گلشن میں جا
اور بوم ویرانے میں ٹکراتا رہا

جس دن طبیہ کالج سے فارغ ہوئے اور پھوپھی کے گھر پہنچے تو گھر سے اطلاع ملی کہ والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ غم کا ایک پہاڑ ٹوٹا اور قلب کو شدید غم پہنچا لیکن اپنے آپ کو سنبھالا اور قبرستان تشریف لے گئے، قبروں کو نگاہِ عبرت سے دیکھا اور دل کو سمجھایا کہ یہی سب کی منزل ہے اور حق تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا ہی عین عبدیت ہے۔

تلاشِ مرشد

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی سے بطریقِ جذب آتشِ عشقِ الٰہی سے نوازے گئے تھے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد سلسلہ تھانوی کے کسی ایسے شیخ اور مصلح کی تلاش میں رہے جو سراپا دردِ عشق و محبت اور سوختہ جان ہو۔ اسی دوران الٰہ آباد میں حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے ایک بزرگ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور روزانہ عصر سے رات گیارہ بجے تک حضرت کی خدمت میں رہتے۔

حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ زبردست صاحبِ نسبت اور سراپا محبت تھے اور حضرتِ والا سے بے انتہا محبت اور شفقت فرماتے تھے۔ حضرتِ والا اگر کبھی رات کا قیام فرماتے تو حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ گھر سے اپنا بستر باہر خانقاہ میں لے آتے اور فرماتے کہ یہاں بڑے بڑے علماء آتے ہیں لیکن میں کسی کے لیے گھر سے باہر بستر نہیں لاتا صرف آپ کے لیے گھر سے باہر آکر سوتا ہوں۔ ایک خط میں تحریر فرمایا کہ آپ کو مجھ سے جیسی محبت ہے دنیا میں مجھ سے ایسی محبت کرنے والا کوئی دوسرا نہیں۔ بقول حضرت مولانا مفتی محمود

حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی قدس سرہٗ سلسلہ نقشبندیہ کے سب سے قوی النسبت بزرگ تھے اور مقامِ قطبیت پر فائز تھے۔ اور نہایت درد سے اشعار پڑھتے تھے آپ کے یہاں نسبت اشعار سے منتقل ہوتی تھی۔ حضرتِ والا کا ذوقِ شاعری حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا تربیت یافتہ ہے۔ اسی دوران حضرت شیخ کی زندگی کا پہلا شعر ہوا، جو آپ کی آتشِ غمِ نہانی کی ترجمانی کرتا ہے ؎

دردِ فرقت سے مرا دل اس قدر بے تاب ہے
جیسے تپتی ریت میں اِک ماہی بے آب ہے

آپ نے حضرت پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت بھی پائی۔

بیعت وارادت

پھر حضرت شیخ کو علم ہوا کہ پھولپور میں حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ مقیم ہیں۔ ایک دوست نے حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں چشم دید کیفیاتِ دردِ محبت وعشق ودیوانگی کا حال بیان کیا تو حضرت شیخ کو ان کی طرف دل میں بہت کشش محسوس ہوئی اور بہت زیادہ مناسبت معلوم ہونے لگی اور شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا مرشد و مصلح منتخب کرنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت شیخ نے حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کو جب پہلا خط لکھا تو اس میں یہ شعر تحریر کیا ؎

جان و دل اے شاہِ قربانت کنم
دل ہدف را تیر مژگانت کنم

اے شاہ میں جان ودل آپ پر قربان کرتا ہوں۔ حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں لکھا: ”آپ کا مزاج عاشقانہ معلوم ہوتا ہے اور اہلِ عشق اللہ کا راستہ بہت جلد طے کرتے ہیں، محبتِ شیخ مبارک ہو، محبتِ شیخ تمام مقاماتِ سلوک کی مفتاح ہے۔“ اور اپنے حلقۂ ارادت میں قبول فرمالیا اور ذکر واذکار تلقین فرمائے۔

خدمتِ شیخ میں حاضری

حضرتِ والا اپنے شیخ و مرشد کی زیارت اور خدمت میں پہنچنے کے لیے بے چین رہے لیکن سفر سے بعض موانع عارض تھے اس لیے جلد حاضر نہ ہوسکے اسی دوران اپنے قصبہ کے قریب آبادی سے باہر ایک غیر آباد مسجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں معمولات پورے فرماتے، بالآخر حاضری کا وقت آن پہنچا، بقر عید کے قریب والدہ صاحبہ سے اجازت لے کر پھولپور روانہ ہوگئے اور عین بقر عید کے دن پھولپور پہنچے، قلب و جان مسرور تھے، خوشی اور مسرت ہر بُنِ مو سے ٹپک رہی تھی، حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ تلاوتِ قرآنِ مجید میں مشغول تھے، ٹوپی زمین پر رکھی ہوئی تھی، بال بکھرے ہوئے تھے، گریباں چاک تھا، دیکھتے ہی ایسا معلوم ہوا جیسے حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کر رہا ہوں، جب حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ متوجہ ہوئے تو عرض کیا: میرا نام محمد اختر ہے، پرتاب گڑھ سے اصلاح کے لیے حاضر ہوا ہوں، چالیس دن قیام کا ارادہ ہے۔ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بڑے صاحبزادے کو آپ کے قیام و طعام کا حکم فرمایا۔ پھر اپنے شیخ کے ساتھ ایسے جڑے کہ سترہ سال شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزار دیے اور دس سال تو ایسے مجاہدات سے گزارے جن کا تصور کرنا بھی مشکل ہے۔ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ تہجد کے وقت سے عبادت میں مشغول ہوتے تھے، تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اللہ اللہ کا نعرہ لگاتے گویا کہ سینے میں آتشِ عشق کی اتنی بھاپ بھر جاتی ہے کہ اگر یہ نعرہ نہ لگائیں تو سینہ ہی پھٹ جائے، حضرتِ والا کا شعر ہے۔

وقفے وقفے سے آہ کی آواز
آتشِ غم کی ترجمانی ہے

قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے کرتے کبھی بڑی ہی وارفتگی اور بے چینی کے ساتھ فرماتے۔

آجا میری آنکھوں میں سما جا میرے دل میں

اور کبھی والہانہ انداز میں خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھتے۔

میں ہوں اور حشر تک اس در کی جبیں سائی ہے
سر زاہد نہیں یہ سر سرِ سودائی ہے

عشقِ شیخ اور خدمت ومجاہدات

آپ اپنے شیخ کے ساتھ تہجد کے وقت اٹھتے، وضو کراتے اور جب شیخ عبادت میں مشغول ہو جاتے تو آپ ذرا پیچھے ہٹ کر آڑ میں بیٹھے رہتے تاکہ شیخ کی عبادت میں خلل نہ پڑے۔ جب تک شیخ مشغول رہتے آپ بھی بیٹھے رہتے، تہجد سے دوپہر تک تقریباً سات گھنٹہ روزانہ شیخ عبادت فرماتے۔ دوپہر کا کھانا شیخ اور مرید مل کر تناول فرماتے۔ ان دس برسوں میں کبھی ناشتہ نہیں کیا کیوں کہ حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ بوجہ پیرانہ سالی ناشتہ نہیں کرتے تھے اس لیے حضرت نے بھی ناشتہ کو منع کر دیا کیوں کہ روزانہ ناشتہ بھجوانے میں شیخ کے اہل خانہ کو تکلیف ہوتی۔ جوانی کے وقت میں صبح سے لے کر ایک بجے تک ایک دانہ منہ میں نہیں جاتا تھا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میرا ناشتہ شیخ کے دیدار، ذکر و تلاوت و اشراق سے ہوتا تھا، اور اتنا نور محسوس ہوتا تھا کہ آج تک اس کے انوار قلب و روح محسوس کرتے ہیں، چاندنی راتوں میں اپنے شیخ کے ساتھ جنگل میں درختوں کے نیچے بیٹھ کر ذکر کرتے ہوئے عجیب کیف و مستی کا عالم ہوتا۔

گزرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے
مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے جذبِ عشق و مستی کا عجب عالم تھا، گھر میں نہ بیت الخلاء تھا نہ غسل خانہ، قضاء حاجت کے لیے جنگل میں جانا ہوتا۔ وضو اور غسل کے لیے قریب میں پانی کا ایک تالاب تھا جس میں بہت جونکیں تھیں اور سردیوں میں پانی برف کے مانند ٹھنڈا ہو جاتا تھا جب نہاتے تو ایک منٹ کے لیے ایسا لگتا کہ بچھوؤں نے ڈنگ مار دیا ہو، اسی میں نہاتے تھے اور جونکوں کو بھی ہٹاتے جاتے کہ کہیں چپک نہ جائیں، مسجد کے قریب ایک کنواں بھی تھا لیکن حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اس کا پانی استعمال نہ کرتے تھے اس لیے حضرت اپنے

شیخ کے لیے شدید گرمیوں میں بھی روزانہ ایک میل دور ندی سے پانی بھر کر لاتے۔ غرض حضرت اقدس شب و روز، سفر و حضر میں اپنے شیخ کی خدمت میں مشغول رہتے۔

ایک سفر کراچی میں فقیر (جلیل احمد اخون عفی عنہ) کی ملاقات جناب محمد الیاس صاحب قریشی دہلوی سے ہوئی جو ہندوستان سے تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے ایک واقعہ سنایا اور فرمایا کہ میں اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہوں۔ فرماتے ہیں کہ ۱۹۵۸ء میں حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گھر واقع کوچہ مہرپرور دہلی تشریف لائے ان کے ہمراہ حضرت حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عنفوان شباب کا زمانہ تھا، شدید سردی کا موسم تھا، میری والدہ حیات تھیں اور وہ بھی بوڑھی تھیں، والد صاحب پہلے فوت ہو چکے تھے حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی والدہ سے کہہ دیں کہ عشاء کے وقت ہی تہجد کے وضو کے لیے پانی گرم کر کے دے دیا کریں، رات کو اٹھنے کی بالکل تکلیف نہ فرمائیں، محمد اختر خود انتظام کرے گا۔ چناں چہ روزانہ لوہے کے ایک برتن میں پانی گرم کر کے دے دیا جاتا جسے حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ گہرے خاکی رنگ کے کمبل میں لپیٹتے اور اس کو اپنے پہلو میں رکھ لیتے اور اوپر سے لحاف اوڑھ لیتے تاکہ ان کے جسم اور لحاف کی گرمی سے پانی ٹھنڈا نہ ہو اور رات بھر اسی طرح اسے لیے ہوئے نہ معلوم کس طرح سوتے۔ اور تہجد کے وقت جب حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اٹھتے تو پانی گرم ہوتا اور حکیم صاحب دامت برکاتہم اپنے شیخ کو وضو کراتے۔

جناب محمد الیاس صاحب قریشی فرماتے ہیں کہ کافی دن حضرت ہمارے گھر رہے اور میں روزانہ یہ منظر دیکھتا تھا اور مجھے بڑی حیرت ہوتی تھی۔ واقعی محبت میں وہ کرامت ہے جو ہر قسم کی طاقت دے دیتی ہے۔

حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اختر میرے پیچھے پیچھے ایسے لگا رہتا ہے جیسے دودھ پیتا بچہ ماں کے پیچھے پیچھے لگا رہتا ہے۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کے علوم و معارف اور ملفوظات کو بڑی محبت

اور جانفشانی سے قلم بند فرماتے تھے۔ چناں چہ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حکیم اختر میرے غامض ودقیق مضامین کو بھی قلم بند کرلیتے ہیں۔ چناں چہ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے وہبی علوم آپ ہی کے ذریعے منصّۂ شہود پر آئے اور حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ''معرفتِ الٰہیہ، معیتِ الٰہیہ، براہینِ قاطعہ، شراب کی حرمت اور ملفوظات حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ شایع ہوئیں جو حضرتِ والا ہی کے قلم سے لوگوں تک پہنچیں۔

تحصیلِ علومِ دینیہ

آپ نے اپنے شیخ کے مدرسہ بیت العلوم میں دینی تعلیم حاصل کی۔ بعض ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لینا چاہیے لیکن حضرت نے انکار کردیا کہ وہاں مجھے اپنے شیخ کی صحبت نہیں ملے گی جو علم کی روح ہے۔ فرمایا کہ علم میرے نزدیک درجہ ثانوی اور اللہ تعالیٰ کی محبت درجہ اوّلیں میں ہے، یہاں علم کے ساتھ مجھے شیخ کی صحبت نصیب ہوگی جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ملیں گے۔ اسی کی برکت ہے کہ آج بڑے بڑے فضلائے دیوبند حضرتِ والا کے حلقۂ ارادت میں ہیں۔ حضرتِ والا نے اتنی محنت سے پڑھا کہ درس نظامی کے آٹھ سال کے نصاب کی چار سال میں تکمیل کی اور بخاری شریف کے چند پارے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ ایک واسطے سے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اس طرح آپ کی سند بہت عالی ہے جو اس کتاب کے آخر میں ملحق ہے۔

علم میں برکت وقبولیت

اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے علم میں برکت اور قبولیت رکھی تھی۔ جن علوم کی تحصیل پر اہلِ علم مدتِ مدید خرچ کرتے ہیں وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کم وقت میں حاصل کرلیے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ ہمارے ایک فارسی کے استاد تھے جو بہت متقی اور اللہ والے

تھے ان کی تفہیم اتنی اچھی نہیں تھی طلباء کو مطمئن نہ کرپاتے لیکن میں نے فارسی ان ہی سے پڑھی۔ جب میں نے مثنوی شریف کی شرح لکھی اور ہندوستان ان کی خدمت میں پیش کی تو انہوں نے پوچھا حکیم اختر! آپ نے فارسی کسی اور سے بھی پڑھی تھی؟ میں نے عرض کیا نہیں حضرت! جو آپ سے پڑھی اس کی برکت ہے۔ وہ خوشی سے رونے لگے۔

حضرتِ والا کی سادگیٔ معاشرت

حضرتِ والا کی پوری زندگی بے تکلفی وسادگی اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں وارفتگی اور راہِ حق کے مجاہدات سے عبارت ہے۔ حضرت شیخ نے اپنا نکاح اعظم گڑھ کے قریب ایک گاؤں "کوٹلہ" میں نہایت سادگی سے ایک ایسی خاتون سے فرمایا جو عمر میں حضرتِ والا سے دس سال بڑی تھیں لیکن پورے گاؤں میں ان کی دینداری وبزرگی کا شہرہ تھا اسی لیے حضرتِ والا نے ان کا انتخاب فرمایا۔

حضرتِ والا فرماتے ہیں کہ شیخ کی صحبت میں مدتِ طویلہ تک رہنا ان کی وجہ سے ہی ممکن ہوا۔ شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرتِ والا کے شدید والہانہ تعلق کو دیکھ کر اہلیہ نے شروع ہی میں خوشی سے اجازت دے دی تھی کہ آپ جب تک چاہیں شیخ کی خدمت میں رہیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا، ہماری طرف سے آپ پر کوئی پابندی نہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ وہ ہمیشہ دین میں میری معین رہیں اور ابتدا ہی سے مجھ سے کہا کہ ہم ہمیشہ آپ کا ساتھ دیں گے، جو کھلائیں گے کھالیں گے، جو پہنائیں گے پہن لیں گے، اگر فاقہ کریں گے ہم بھی فاقہ کریں گے، آپ جنگل میں رہیں گے تو ہم بھی جنگل میں رہیں گے، آپ سے کبھی کوئی فرمائش اور مطالبہ نہیں کریں گے اور کبھی آپ کو پریشان نہیں کریں گے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس عہد کو پورا کر دکھایا اور زندگی بھر کسی چیز کی فرمائش نہیں کی نہ زیور کی، نہ کپڑے کی، نہ مال کی، دنیا کی محبت ان میں تھی ہی نہیں، جانتی ہی نہ تھیں کہ دنیا کدھر رہتی ہے۔ جب میں گھر میں داخل ہوتا تو اکثر وبیشتر تلاوت کرتی ہوتیں۔ حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرتِ والا کے لیے فرمایا تھا کہ یہ تو صاحبِ نسبت ہیں ہی لیکن ان کی گھر والی

بھی صاحبِ نسبت ہے۔ ۱۹۶۰؁ء میں جب حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان ہجرت کی تو آپ ساتھ آئے لیکن اپنی اہلیہ اور فرزند مولانا محمد مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم کو جو اس وقت بچے تھے ہندوستان میں چھوڑ آئے اور قلتِ وسائل کی وجہ سے ایک سال تک نہ بال بچوں کو پاکستان بلا سکے اور نہ خود جا سکے۔ یہ ایک سال حضرت پیرانی صاحبہ نے بڑے مجاہدے میں گزارا لیکن کبھی شکایت لکھ کر بھی نہیں بھیجی، بس ایک خط میں بچے کی شدید علالت کا تذکرہ کیا اور دعا کے لیے عرض کیا، واپسی کا مطالبہ اور شکایت پھر بھی نہ لکھی۔

گزر گئی جو گزرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر
جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلا نہ سکے

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک وہ اس دور کی رابعہ بصریہ تھیں۔ اور ایک راز کی بات بتاتا ہوں کہ ان کے حالاتِ رفیعہ کی وجہ سے میں ان کا ہمیشہ سے اتنا معتقد ہوں کہ ان کے وسیلہ سے اب بھی دعا کرتا رہتا ہوں۔ انتقال سے دو تین دن پہلے گھر کے افراد کو اور عیادت کے لیے آنے والی عورتوں کو کئی بار ان کے قریب ایسی خوشبو محسوس ہوئی جو زندگی بھر کبھی نہیں سونگھی تھی۔ اور وفات کے بعد مبشراتِ منامیہ بھی ان کے لیے بہت ہیں۔ جنوبی افریقہ کے مفتی حسین بھیات صاحب مدظلہم نے انتقال کے اگلے دن خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو فرشتہ نے ان کو روک دیا کہ ابھی نہیں، اور پیچھے حضرت پیرانی صاحبہ آرہی تھیں تو فرشتہ نے ان کو راستہ دے دیا اور وہ جنت میں داخل ہو گئیں، اس کے علاوہ بھی بہت مبشرات ہیں لیکن یہ اس کا موقع نہیں۔ پیرانی صاحبہ رحمہا اللہ نے ۱۹۹۸؁ء میں انتقال فرمایا۔

حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ عاشقانہ

حضرت شیخ نے اپنے شیخ کی کیفیاتِ عشق و دیوانگی کا نقشہ ان اشعار میں کھینچا ہے۔

ہم نے دیکھا ہے تیرے چاک گریبانوں کو
آتشِ غم سے چھلکتے ہوئے پیمانوں کو

ہم نے دیکھا ہے تیرے سوختہ سامانوں کو
سوزشِ غم سے تڑپتے ہوئے پروانوں کو

ہم فدا کرنے کو ہیں دولتِ کونین ابھی
تو نے بخشا ہے جو غم ان پھٹے دامانوں کو

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کو بارہ مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور ایک مرتبہ تو اتنے قریب سے زیارت نصیب ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں کے لال لال ڈورے بھی نظر آرہے تھے۔ حضرت نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا عبد الغنی نے آج آپ کو خوب دیکھ لیا؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ہاں عبد الغنی! آج تم نے اپنے اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خوب دیکھ لیا۔ آخر میں آپ نے اپنے شیخ کے ساتھ کراچی ہجرت فرمالی اور حضرت مرشد کی وفات تک ساتھ رہے اور ایسی خدمت کی جو اپنی مثال آپ ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲/ اگست ۱۹۶۳ء میں وفات پائی اور پاپوش نگر کے قبرستان میں آسودہ خاک ہوئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

خلافت و اجازتِ بیعت

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ ان کے متعلقین مجدد ملت حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری خلیفہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کر لیں چناں چہ حسب وصیت آپ نے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق قائم فرمالیا اور دو سال بعد خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔ اس کے بارے میں آپ نے بہت پہلے خواب دیکھا تھا کہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا کہ آپ اختر کو اجازت فرمادیں اور اس کی تعبیر کئی سال بعد ظاہر ہوئی۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ پھولپور میں حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے چوں کہ انہوں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کر لیا تھا تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سولہ سال تک آپ کو اپنے شیخ کی خدمت کرتے دیکھا تھا اسی لیے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے جو کتابوں میں پڑھا تھا کہ سات سو آٹھ سو برس پہلے لوگ کس طرح اپنے شیخ کی خدمت کیا کرتے تھے وہ ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا۔ مولانا حکیم اختر صاحب کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ دورِ قدیم میں اس طرح خدمت کرتے ہوں گے، اور جب حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کو خط میں تحریر فرمایا کہ از ابتدا تا انتہا خدمتِ شیخ مبارک ہو۔ اور ایک بار جدہ میں حضرت سے فرمایا کہ آپ سے دین کا جو عظیم الشان کام لیا جا رہا ہے یہ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کا صدقہ ہے۔

سنہ ۱۳۹۰ھ میں حضرت شیخ کو حرمین شریفین کی حاضری کی دوسری بار سعادت نصیب ہوئی اور وہاں پر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت بھی ہوئی، اپنے مربیان کی زیارت و ملاقات سے بہت خوشی ہوئی اور حرم میں حضرت کے بیانات بھی ہوئے اور پچاس سے زیادہ افراد حضرتِ والا کے ہاتھ پر بیعت ہوئے، طواف بیت اللہ کے دوران یہ اشعار موزوں ہوئے جو عجب کیف و مستی کے حامل ہیں ؎

کہاں یہ میری قسمت یہ طواف تیرے گھر کا
میں جاگتا ہوں یا رب یا خواب دیکھتا ہوں

نہ گلوں سے مجھ کو مطلب نہ گلوں کے رنگ و بو سے
کسی اور سمت کو ہے میری زندگی کا دھارا

جو گرے ادھر زمیں پر میرے اشک کے ستارے
تو چمک اٹھا فلک پر میری بندگی کا تارا

شیخِ اوّل کے انتقال کے بعد سالکین کے لیے حضرتِ والا کا یہ عمل شیخ کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے کہ اپنے دوسرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پاکستان سے گاہے گاہے حاضر ہوتے رہے اور ایک بار ہردوئی (انڈیا) میں شیخ کی خدمت میں پچاس دن تک قیام فرمایا۔ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ترتیب کے مطابق آپ سے فرمایا کہ آپ مدرسے کے قاری صاحب سے نورانی قاعدہ پڑھیں اور اگر آپ چاہیں تو قاری صاحب آپ کی قیام گاہ پر آکر بھی پڑھا سکتے ہیں، حضرت شیخ نے عرض کیا کہ نہیں حضرت میں درسگاہ میں جا کر پڑھوں گا۔ چناں چہ آپ نے بچوں کے ساتھ بیٹھ کر نورانی قاعدہ پڑھا تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کئی جگہ اس واقعہ کو بیان فرمایا اور مولانا جلال الدین رومی کا یہ شعر پڑھا۔

این چنیں شیخے گدائے کو بکو
عشق آمد لا ابالی فاتقوا

اتنا بڑا شیخ آج گدا بن کر دربدر پھر رہا ہے، عشق جب آتا ہے تو اسی شان سے آتا ہے۔

مجاہداتِ شاقہ اور ان کا ثمر

اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ زمانۂ قیام میں حضرتِ والا پر مجاہدات اختیاری کے علاوہ مجاہدات اضطراری بھی آئے جن کو سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں لیکن حضرت کے چار شعر نقل کرتا ہوں جن میں اضطراری یعنی ایذائے خلق کی طرف اشارہ ہے۔

بتاؤں کیا کیا سبق دیے ہیں تری محبت کے غم نے مجھ کو
ترا ہی ممنون ہے غمِ دل اور آہ و نالہ دلِ حزیں کا

جفائیں سہہ کر دعائیں دینا یہی تھا مجبور دل کا شیوہ
زمانہ گزرا اسی طرح سے تمہارے در پر دلِ حزیں کا

جو تیری جانب سے خود ہی آئے پیامِ اُلفت دلِ حزیں کا
تو کیوں نہ زخمِ جگر سے بہہ کر لہو کرے رخ تیری زمیں کا

نہیں تھی مجھ کو خبر یہ اخترؔ کہ رنگ لائے گا خوں ہمارا
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

آپ نے بڑے صبر و استقلال کے ساتھ مخلوق کی ایذا رسانیوں کو برداشت کیا اور نہ کبھی کسی سے انتقام لیا اور نہ بد دعا دی، ان ہی مجاہدات کی برکت اور اپنے شیخ کی محبت و خدمت اور اتباع و انقیاد کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل خاص آپ پر متوجہ رہا اور آج پورے عالم میں آپ کا فیض پھیل رہا ہے۔ آپ جس کمالِ علم و عمل، تقویٰ وللّٰہیت، معرفت و خشیت، نسبت و ولایت، درد و غم، سوز و گداز، شیریں و مٹھاس، آہ و فغاں، شفقت و رأفت، چشم گریاں و سینہ بریاں، پُر تاثیر وعظ و نصیحت اور اصلاح و تزکیہ کی مہارت تامہ سے نوازے گئے وہ بہت کم بندگانِ خدا کو میسر ہوا۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصانیف "معرفتِ الٰہیہ، معارف مثنوی، کشکولِ معرفت اور روح کی بیماریاں اور ان کا علاج" وغیرہ اس بات پر شاہد عدل ہیں۔ حضرت مولانا شیخ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے "معارف مثنوی" کے مطالعہ کے بعد ارشاد فرمایا تھا کہ برادر محترم مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ کی تالیفِ لطیف "معارف مثنوی" پڑھ کر موصوف سے اتنی عقیدت ہوئی جس کا مجھے تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا اور حضرتِ والا کی فارسی مثنوی پڑھ کر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ آپ میں اور مولانا روم میں کوئی فرق نہیں۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی ایک صد (سو) کے قریب تصانیف اور مواعظ لاکھوں کی تعداد میں اردو، انگریزی، فرانسیسی، فارسی، ترکی، بنگالی، برمی، پشتو، گجراتی، سندھی، بلوچی اور دیگر زبانوں میں شایع ہو چکے ہیں۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا علمی رُسوخ اور اہلِ علم کی قدر

اللہ تعالیٰ نے سیدی و مرشدی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بڑا علمی ذوق اور رسوخ عطا فرمایا تھا۔ آپ شیخ المشائخ حضرت

مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تلمیذ خاص تھے۔ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ایک واسطے سے منبعِ علم و فضل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد ہیں۔ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد حضرت مولانا عبد الماجد جون پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد اور مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم جماعت ہیں۔

پوری دنیا کے اہلِ علم جہاں آپ کے روحانی فیضان کی وجہ سے متأثر تھے وہیں آپ کے علمی نکات اور قرآن و حدیث کی نصوص پر گہری نظر کے بھی معترف تھے، یہی وجہ تھی کہ آپ کے حلقۂ ارادت میں ہر ملک کے کبار علماء داخل تھے جو اپنی روحانی اصلاح و تزکیہ کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ سے علمی پیاس بھی بجھایا کرتے تھے۔ حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بنگلہ دیشی جو بقول شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم ایشیاء کے سب سے بڑے محدث تھے وہ بھی آپ کے ارادت مندوں میں داخل اور خلفاء میں سے تھے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کو قرآن و حدیث سے مدلل کر دیا تھا اور اکابر کی وہ باتیں جو راہِ تصوف میں اجماعی سمجھی جاتی ہیں ان پر قرآن و حدیث سے دلائل پیش فرمائے تھے اور خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا تصوف بلا دلیل نہیں اور کبھی یہ شعر بھی ارشاد فرماتے ؎

ہماری آہ بے سبب تو نہیں
ہمارے زخم سیاق و سباق رکھتے ہیں

نمونہ از خروارے کے طور پر بندہ عرض کرتا ہے کہ اہلِ دل کے ہاں کسی اللہ والے کی تھوڑی سی صحبت سو سالہ بے ریا عبادت سے افضل ہے اور فارسی کا مشہور شعر ہے ؎

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

بلکہ حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر فرمایا تھا کہ اس میں یہ ہونا چاہیے ؎

بہتر از لکھ سالہ طاعتِ بے ریا

توحضرت شیخ اس پر بخاری شریف کی حدیث سے دلیل پیش فرماتے تھے کہ کتاب الایمان میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث لائے ہیں کہ تین باتوں پر ایمان کی حلاوت اور مٹھاس ملتی ہے جن میں ایک یہ ہے مَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَّا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ[1] کہ انسان کسی بندے سے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے تو اس کو ایمان کی مٹھاس عطا کی جاتی ہے، اس پر ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں تحریر فرمایا:

وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْهُ اَبَدًا فَفِيْهِ اِشَارَةٌ اِلٰى بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ لَهٗ[2]

جس کو ایمان کی مٹھاس عطا کر دی جاتی ہے تو پھر اس سے واپس نہیں لی جاتی تو یہ ایمان پر خاتمے کی ضمانت ہے۔ تو اگر انسان کسی اللہ والے کے پاس تھوڑی دیر کے لیے محبت کے ساتھ بیٹھے گا تو اس کو ایمان کی مٹھاس ملے گی جس کی وجہ سے اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا جبکہ لاکھ سال عبادت کرنے والے کے لیے ایمان پر خاتمے کی ضمانت نہیں۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مواعظ وبیانات میں اکثر "تفسیر روح المعانی" اور "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" کا حوالہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ ان کتابوں کا ابھی تک اردو میں ترجمہ نہیں ہوا اس لیے میں ان کا حوالہ دیتا ہوں اور اپنے خلفاء کو بھی اس بات کی تلقین فرماتے تھے کہ اپنی گفتگو میں علمی حوالے بھی دیا کرو تاکہ لوگ تصوف کو قرآن وحدیث سے الگ چیز نہ سمجھیں۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کئی سال تک خانقاہ میں تخصص فی التفسیر بھی کرایا کرتے تھے جن میں زیادہ تر غیر ملکی طلباء ہوا کرتے تھے اوران میں بھی زیادہ تعداد فرانس کے طلباء کی تھی جو آج بھی اپنے ملکوں میں علمی اور روحانی خدمات میں مشغول ہیں۔اسی علمی ذوق کی وجہ سے

---

[1] صحیح البخاری: ۱/۷، باب من کرہ ان یعود فی الکفر، المکتبۃ القدیمیۃ

[2] مرقاۃ المفاتیح: ۱/۴، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

۱۹۹۹ء میں جو صحت کی حالت میں آخری عمرہ ادا فرمایا تھا تو اس میں مسجدِ نبوی میں ارشاد فرمایا کہ میں اس مسجد شریف میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت معلمیت ادا کرنا چاہتا ہوں۔ چناں چہ اس کے لیے حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن کوثر دامت برکاتہم اور بندہ کا انتخاب کیا گیا اور حضرت شیخ نے ہمیں وہاں سبق پڑھایا جو آج بھی بندے کے پاس محفوظ ہے۔

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

حضرت شیخ اپنی گفتگو میں خاص طور پر جب وہ اہلِ علم کے ساتھ ہوتی تو علمی اصطلاحات استعمال فرماتے تھے، مثلاً ایک دفعہ ساؤتھ افریقہ سے مفتی عبدالحمید صاحب مہتمم دارالعلوم آزادول جو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مند اور خلیفہ ہیں انہوں نے فون کیا اور عرض کیا کہ حضرت آپ کے تعلق اور نظرِ عنایت کے بعد مخلوق کا بہت رجوع بڑھ رہا ہے جس سے یہ ڈر ہے کہ میں عجب و کبر میں نہ مبتلا ہو جاؤں۔ تو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فون پر جواب دیا اور مسکرا کر فرمایا یہ میرا ٹیلی فونک خطاب ہے، بندہ بھی وہاں موجود تھا، فرمایا اس نعمت پر خوب شکر ادا کرو اور شکر ذریعۂ قرب ہے اور کبر ذریعۂ بعد ہے اور اجتماع نقیضین محال ہے۔ حضرت کے اس مختصر ٹیلی فونک خطاب پر وہاں موجود علماء کی جماعت مست ہو گئی۔ بہر حال اس پر حضرت کے علمی نکات پر مشتمل "خزائن القرآن" اور "خزائن الحدیث" شاہد عدل ہیں۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اہلِ علم کی بہت قدر فرماتے تھے۔ ہم ۸۰ء کی دہائی میں۔ جبکہ ہم جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے طلباء تھے حاضر خدمت ہوا کرتے تو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ بہت اکرام فرماتے اور دورانِ بیان جب کوئی علمی نکتہ یا بات آتی تو ہماری طرف اشارہ کر کے فرماتے کہ اس بات کی قدر یہ بنوری ٹاؤن کے طلباء جانتے ہیں۔ ایک بار بندہ اپنی اصلاح کے سلسلہ میں عصر کے بعد حاضر ہوا اس وقت خانقاہ کے صحن میں گھاس لگی ہوئی تھی اور بیٹھنے کے لیے موڑھے رکھے ہوئے تھے وہاں حضرت شیخ تشریف فرما ہوئے اور بندہ کی بات بڑی محبت سے سنی اور اصلاح فرمائی اس کے بعد فرمایا چائے پی کر جانا اور خود

اندر تشریف لے گئے، اس وقت خدام حاضر نہیں تھے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ گھر سے خود اپنے دست مبارک میں ایک ہاتھ میں کیتلی اور دوسرے ہاتھ میں چائے کی پیالی لے کر آئے اور مجھ جیسے نالائق کو اپنے دستِ مبارک سے چائے پلائی۔

ایک بار بندہ بہاول نگر سے کراچی حاضر خدمت ہوا حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرے میں تشریف فرماتھے اور پورا حجرہ متوسلین سے بھرا ہوا تھا حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ تخت پر تشریف فرماتھے اور ان کے ساتھ حضرت کے صاحبزادے مولانا محمد مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم تشریف رکھتے تھے اور عشقِ الٰہی کا مضمون چل رہا تھا، بندہ پیچھے بیٹھ گیا تو دیکھ کر فرمایا کہ مولانا جلیل! تم بھی مولوی مظہر میاں کے ساتھ تخت پر بیٹھو کیوں کہ تم عالم ہو اور مولوی مظہر میاں بھی عالم ہونے کی وجہ سے یہاں بیٹھے ہیں۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بندہ کی تقریباً چونتیس پینتیس سال رفاقت رہی ہمیشہ دیکھا کہ اہلِ علم کو آگے بڑھاتے تھے جبکہ اس وقت بڑے بڑے سیٹھ اور بڑے بڑے سرکاری عہدوں کے لوگ بھی موجود ہوتے۔ ایک بار فراغت کے فوراً بعد بندہ لاہور مجلس صیانۃ المسلمین میں حاضر ہوا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کراچی سے تشریف لائے ہوئے تھے اور عصر کے بعد حضرت کا بیان ہوا تھا مغرب کی نماز کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو لینے کے لیے بہت سی گاڑیاں موجود تھیں اور مصافحہ اور زیارت کرنے والوں کا بہت رش تھا، بندہ بھی کوشش کر کے آگے بڑھا اور مصافحہ کیا تو میرا ہاتھ پکڑ کر حاضرین سے فرمایا یہ عالم ہے سب ان سے مصافحہ کرو۔ یہ قدروقیمت دیکھ کر بندہ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔

علالت کے زمانے میں بھی جب حضرت شیخ سہارے سے بیٹھ جایا کرتے تھے تو جب کبھی بندہ حاضر ہوتا تو فرماتے ابھی ٹھہرو! اور خدام سے فرماتے مجھے بٹھاؤ اور پھر معانقہ اور مصافحہ فرماتے، اور فرماتے یہ عالم ہیں اور شیخ الحدیث ہیں۔ بندہ تو عرض کرتا ہے کہ ہم نے اہلِ علم کی قدر باوجود مولوی ہونے کے حضرت شیخ سے ہی سیکھی۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جب بھی کوئی عالم آتا اپنی تمام کتب جن کی مالیت کئی ہزار میں ہوتی ہدیتاً عنایت فرماتے۔ اسی طرح مواعظ کی تقسیم میں مدارس کے طلباء کو

ترجیح دی جاتی۔ علماء کی بات اور مشورے کو بہت اہمیت دیتے بلکہ اپنے کسی الہامی مضمون پر علماء سے تصدیق طلب فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ بلخ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیان فرمایا جس میں ان کی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات کا تذکرہ تھا تو بعد میں حجرے شریف میں بندہ سے پوچھا کہ جبرئیل علیہ السلام کی ملاقات غیر پیغمبر سے شرعاً ثابت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی! بالکل ثابت ہے۔ چناں چہ سورۂ مریم میں مریم علیہا السلام سے ان کی ملاقات کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے، تو بہت خوش ہوئے، اور فرمایا: جہاں یہ واقعہ تحریر کرو وہاں یہ بات بھی ذکر کر دینا۔ فرمایا کرتے تھے کہ عشقِ الٰہی پیٹرول کے مانند ہے اور علمِ دین روشنی کے مانند ہے اور موٹر کے لیے دونوں کی ضرورت ہے لہٰذا عشق اور علم ہوں گے تو دربارِ الٰہی تک پہنچ جائیں گے۔ ایک بار بندہ نے عرض کیا کہ میں کچھ تحریر کر کے شایع کرنا چاہتا ہوں تو فرمایا اپنی تحریر کو تین علماء سے پڑھوانا اگر وہ اعتماد کا اظہار کریں تو شایع کرنا۔ بندہ نے اس کی پابندی کی، پھر بعد میں ایک بار فرمایا تمہاری علمی استعداد پر مجھے اعتماد ہے لہٰذا خود اپنی تحریر کو تین بار پڑھ لیا کرو یہ تین علماء کے پڑھنے کے مترادف ہوگی۔ اس لیے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اہلِ علم کو تلقین فرمایا کرتے تھے کہ علمی رسوخ بھی حاصل کرو اور میدانِ روحانیت میں بھی ثابت قدم رہو تو پھر تمہاری خوشبو چار دانگ عالم میں پھیلے گی، اور اپنے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ملفوظ نقل فرمایا کرتے تھے کہ عالم کچا کباب ہے اگر کوئی ایسے ہی کھائے گا تو اس کو متلی ہوگی اور قے کرے گا اور اگر کسی اللہ والے کی کڑاہی میں تلا جائے گا تو اس کی خوشبو ہر سو پھیلے گی پھر ہندو کافر بھی کہے گا۔

بوئے کباب مارا مسلمان کرد

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اشعار میں بھی اس کی تلقین فرمائی۔

درد عشق حق بھی تم حاصل کرو
لاکھ تم عالم ہوئے فاضل ہوئے
یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
جس نے پائی بس وہی کامل ہوئے

بس آخری بات عرض کرتا ہوں کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو علم کی قدر کا اس قدر اہتمام تھا کہ کبھی کسی علمی کتاب پر کوئی چیز نہیں رکھتے تھے مثلاً چشمہ وغیرہ، اور لکھنے کے لیے کبھی کسی کتاب کو کاغذ کے نیچے نہیں رکھتے تھے، فرماتے تھے یہ علم کی توہین ہے۔ یہ خود مقصود ہے، اس کو کسی شے کے رکھنے یا لکھنے کا ذریعہ نہیں بنایا جا سکتا۔

خدا رحمت کنند ایں پاک طینت را

حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات و تالیفات و ترتیبات

ملفوظات

۱) آئینۂ ارشادات (ملفوظات حضرت ہردوئیؒ)۔ ۲) ارشادات السالکین ۳) خزائنِ شریعت وطریقت۔ ۴) خزائن معرفت ومحبت۔ ۵) صدائے غیب / نوائے غیب (ملفوظات حضرت محمد احمد صاحب)۔ ۶) مجالس ابرار (مکمل)۔ ۷) ملفوظات حضرت پھولپوریؒ۔ ۸) مواہبِ ربانیہ (فیوضِ ربانی، الطافِ ربانی، افضالِ ربانی، انعاماتِ ربانی، عنایاتِ ربانی، عطائے ربانی)

سفر نامے

۱) آفتاب نسبت مع اللہ۔ ۲) ارشاداتِ دردِ دل۔ ۳) باتیں ان کی یاد رہیں گی۔ ۴) پردیس میں تذکرۂ وطن۔ ۵) سفر نامہ حرمین شریفین۔ ۶) سفر نامہ رنگون وڈھاکہ۔ ۷) سفر نامہ لاہور۔ ۸) معارفِ ربانی (عنایاتِ ربانی)

منظومات

۱) آئینۂ محبت۔ ۲) فیضان محبت۔

تصنیفات و تالیفات و ترتیبات

۱) اصلاحِ اخلاق۔ ۲) ایک منٹ کا مدرسہ۔ ۳) بدنظری کے چودہ نقصانات۔ ۴) بدنظری

وعشق مجازی کی تباہ کاریاں۔۵)براہینِ قاطعۃ۔۶)پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری سنتیں۔ ۷)تسہیلِ قواعد النحو۔ ۸) تلقین صبر جمیل۔ ۹)حرمین شریفین میں حاضری کے آداب۔۱۰)حسن پرستی اور عشق مجازی کی تباہ کاریاں اور ان کا علاج۔۱۱)حسن خاتمہ کے سات مدلل نسخے۔ ۱۲)حقوق شیخ اور آداب۔ ۱۳)حیات حضرت شیروانی رحمۃ اللہ علیہ۔۱۴)خزائن الحدیث۔ ۱۵)خزائن القرآن۔۱۶)درس مثنوی۔۱۷)دستور تزکیۂ نفس۔۱۸)ذکرِ رفتگاں۔۱۹)رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نظر میں دنیا کی حقیقت۔۲۰)روح کی بیماریاں اور ان کا علاج۔ ۲۱)فغان رومی۔ ۲۲)قرآن پاک کی روشنی میں شراب کے حرام ہونے کا ثبوت۔۲۳)قرآن وحدیث کے انمول خزانے۔۲۴)قومیت وصوبائیت اور زبان ورنگ کے تعصّب کی اصلاح۔۲۵)کشکول معرفت۔ ۲۶)معارفِ شمس تبریز۔ ۲۷)معارفِ مثنوی۔۲۸)معرفتِ الٰہیہ۔۲۹)معمولات صبح وشام۔۳۰)معیت الٰہیہ۔ ۳۱)نکاح کے بعد مزید ارزندگی کیسے گزاریں؟۔۳۲)ولی اللہ بنانے والے چار اعمال۔

مکتوبات

مکتوباتِ مجددزمانہ

اصلاحی خطوط کے جوابات

تربیتِ عاشقان خدا(جلد ۱ تا ۳)

سوانح حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

۱)فغانِ اختر، شیخ العرب والعجم نمبر۔۲)ترجمۃ المصنف۔۳)تذکرہ مجمع البحار

ازافادات

۱)درد بھری دعائیں۔۲)ذکر اللہ کے ثمرات۔۳)فیضان اختر۔۴)وساوس کا علاج۔ ۵)صحبت اہل اللہ کی اہمیت اور اس کے فوائد(مکمل)

مواعظِ حسنہ

نبوت میں محبت کا مقام (۷۳) آدابِ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم (۷۴) علم اور علمائے کرام کی عظمت (۷۵) قُربِ الٰہی کی منزلیں (۷۶) روحِ سلوک (۷۷) لازوال سلطنت (۷۸) محبتِ الٰہیہ کی عظمت (۷۹) بے پردگی کی تباہ کاریاں (۸۰) آدابِ محبت (۸۱) طریق الی اللہ (۸۲) اولیاء اللہ کی پہچان (۸۳) نسبتِ مع اللہ کے آثار (۸۴) قلبِ سلیم (۸۵) طریقِ محبت (۸۶) حقانیتِ اسلام (۸۷) عظمتِ صحابہ (۸۸) ایمان اور عملِ صالح کا ربط (۸۹) دلِ شکستہ کی قیمت (۹۰) نسبتِ مع اللہ کی شان وشوکت (۹۱) فیضانِ رحمتِ الٰہیہ (۹۲) صحبتِ شیخ کی اہمیت (۹۳) غمِ حسرت کی عظمت (۹۴) اہلِ محبت کی شان (۹۵) تعمیرِ کعبہ اور تعمیرِ قلب کا ربط (۹۶) طلوعِ آفتابِ اُمید (۹۷) کیفِ روحانی کیسے حاصل ہو؟ (۹۸) طلباء و مدرسین سے خصوصی خطاب (۹۹) کرامتِ تقویٰ (۱۰۰) گناہوں سے بچنے کا راستہ (۱۰۱) مقامِ عاشقانِ حق ۱۰۲) راہِ محبت اور اس کے حقوق (۱۰۳) دارِ فانی میں بالطف زندگی (۱۰۴) غمِ تقویٰ اور علاماتِ ولایت (۱۰۵) لذّتِ اعترافِ قصور (۱۰۶) داستانِ اہلِ دل (۱۰۷) حقوقُ الوالدین (۱۰۸) ہم جنس پرستی کی تباہ کاریاں اور ان کا علاج (۱۰۹) اسلامی مملکت کی قدر وقیمت (۱۱۰) اصلی پیر کی پہچان (۱۱۱) رمضان ماہ تقویٰ (۱۱۲) سایۂ عرش کا حصول (۱۱۳) سکون قلب کی بے مثال نعمت (۱۱۴) اہل علم پر غلبۂ ذکر کی اہمیت (۱۱۵) دار فانی میں آخرت کی تیاری (۱۱۶) نسبت مع اللہ کی عظیم وشان دولت (۱۱۷) فیضان صحبت اولیاء (۱۱۸) علامات ولایت (۱۱۹) آثار محبت الٰہیہ (۱۲۰) راہ سلوک میں وفاداری کی اہمیت (۱۲۱) علاج الغیبت (۱۲۲) قلوبِ اولیاء اور نورِ خدا (۱۲۳) قلب عارف کی آہ وفغاں (۱۲۴) لذّتِ ذکر کی وجد آفرینی (۱۲۵) توشہ آخرت کے اعمال (۱۲۶) استحضار عظمت الٰہیہ (۱۲۷) محبت الٰہیہ کے ثمرات (۱۲۸) اللہ کی دوستی کیسے حاصل ہو؟ (۱۲۹) قرب الٰہی کا اعلیٰ مقام (۱۳۰) مقصد تخلیق حیات (۱۳۱) حصولِ ہدایت کے طریقے (۱۳۲) عشق مجازی عذاب دو جہاں (۱۳۳) تجلیات الٰہیہ کی غیر فانی لذت (۱۳۴) لذت رشک کائنات (۱۳۵) حیاتِ دائمی کی راحتیں (۱۳۶) تزکیہ اور فنائے نفس (۱۳۷) راہِ ادب واعتدال (۱۳۸) گناہوں سے حفاظت کے نسخے (۱۳۹) والدین اور مشائخ کا ادب (۱۴۰) اصلی خانقاہ کیا ہے (۱۴۱) راہِ خدا میں مجاہدے کے ثمرات (۱۴۲) روحانی ترقی کے

راستے(۱۴۳)نفس کی قید سے رہائی کے طریقے (۱۴۴)غصے اور راہِ خدا میں تضاد(۱۴۵)محبت الٰہیہ کی نعمتِ عظمٰی (۱۴۶)اطمینانِ کامل(۱۴۷)گلستانِ قربِ حق(۱۴۸)اہل اللہ کی شان علم وحلم(۱۴۹)تقویٰ اور ولایت کا تلازم(۱۵۰)اعمالِ صالحہ اور تکمیل ایمان (۱۵۱)تاثیرِ قلوبِ اولیاء(۱۵۲) اصلاحِ قلب اور اعمالِ صالحہ (۱۵۳) ذکرِ خدا اور حصولِ تقویٰ(۱۵۴) وسائل حیات اور مقصد حیات (۱۵۵) حصولِ سعادت کا راستہ(۱۵۶) سنتوں پر عمل کے ثمرات (۱۵۷) صحابہ کی شانِ عظمت و فنائیت (۱۵۸) تصوف کی حقیقت اتباع شریعت (۱۵۹)علاماتِ عاشقانِ خدا(۱۶۰)مصائبِ دنیا اور راحتِ عُقبیٰ

انگلش میں کتابیں

1) A sound heart

2) Reformation of character

3) Patience and the position of siddiqeen

4) The rights of family members

5) The people of Allah and their independency

6) Purpose of life

7) The etiquettes of visiting the Hermain Sharifain

8) Morning and evening duaas

9) A life of piety

10)Connection with Allah

11) What is the reality of Tasawuf

12) The enjoyment of Zikr and pleasure in giving up sin

13) The rights of women

14) The destructive consequences of not observing Purdah

15) Solution to spritual maladies for the lovers of Allah Taala

16) Beautiful sunnah of beloved Nabi ﷺ

17) Manifestation of Allah's attraction

18) The remedy to evil disease of Racism and prejudice

19) Four actions to acquire the friendship of Allah taala

20) The Fourteen harms of casting evil glances

21) The rights of Husband

22) The greatness of knowledge and ulama

23) The treatment for anger

24) Ma'arif e Mathnawi

25) Prohibition of the alcohol in the light of the holy Quraan

26) The way to a happy married life)

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ اور مختلف کتب کا عربی، فارسی، سندھی، پشتو، بروہی، سرائیکی، انگلش، ترکی، فرنچ، رشین، ملائشیا، جرمنی، ہندی، گجراتی، لاطینی، پرتگالی، چائنی، برمی، بنگالی، زولو، تامل سمیت تقریباً ۲۳ زبانوں میں ترجمہ ہو کر شایع ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں جو کہ بالکل مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔ اس طرح پوری دنیا میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض جاری ہے، اس کے علاوہ دنیا بھر میں سو سے زائد خانقاہیں قائم ہیں جہاں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی محنت و نسبت سے دین کی اشاعت و تبلیغ کا کام ہو رہا ہے اور ۶۰۰ سے زائد حضرتِ والا کے خلفاء ہیں جو اصلاح و تزکیہ کے کام میں مصروف ہیں۔

عارف باللہ کا خطاب

حضرت اقدس دامت برکاتہم کو ان کے شیخ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حیدر آباد دکن (انڈیا) میں عارف باللہ کا خطاب دیا جہاں ایک بہت بڑا دینی جلسہ تھا۔ جلسہ کے منتظمین کو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایت کی کہ اشتہار میں حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب کے نام سے پہلے عارف باللہ لکھا جائے۔ اور جب مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ سال قبل جنوبی افریقہ پہنچے اور وہاں پر آپ کا فیض دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور آپ کے بارے میں فرمایا۔

کرامت ہے یہ تیری تیرے رندوں میں مرے ساقی
جہاں رکھ دیں قدم اپنا وہیں میخانہ بن جائے

یہ اہل اللہ داغِ حسرت دل سے سجاتے ہیں تب کہیں جا کے اللہ تعالیٰ کو پاتے ہیں۔ اسی لیے بزرگانِ دین اور مشائخ کے ایامِ مجاہدہ دیکھنے چاہیے نہ کہ ایامِ فتوحات۔

داغِ حسرت سے دل سجائے ہیں
تب کہیں جا کے ان کو پائے ہیں

اور حضرت میر عشرت جمیل صاحب نے خوب فرمایا۔

آہ کیا سمجھے گا وہ فطرتِ شاہانہ تیری
جس نے دیکھی ہی تری شانِ فقیرانہ نہیں

مبشراتِ منامیہ

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں بھی ان کے لیے مبشراتِ منامیہ عظیم الشان تھیں اور چوں کہ مبشرات آیت لھم البشریٰ کی تفسیر ہیں اس لیے صرف چند یہاں پیش کرتا ہوں۔

پہلی بشارت

چند سال قبل حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے جنوبی افریقہ کے سفر کے دوران حضرت مولانا عبد الحمید صاحب خلیفہ اجل حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم آزاد ول نے خواب دیکھا کہ وہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مواجہہ شریف میں حاضر ہیں اور حضرتِ والا کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھ رہے ہیں اور خواب میں دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم روضہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرات شیخین (حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) بھی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر تبسم فرماتے ہوئے حضرات شیخین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ دیکھو! میرے اختر کو دیکھو۔

دوسری بشارت

اس خواب سے تقریباً دس سال پہلے بنگلہ دیش کے قاری عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پیشانی اور چہرے کا بار بار اتنا بوسہ لیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا لعاب دہن مبارک ان کو اپنے چہرے پر محسوس ہونے لگا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ معلوم ہے میں تم سے کیوں محبت کرتا ہوں؟ عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو کچھ خبر نہیں۔ ارشاد فرمایا کہ چوں کہ تم میرے اختر سے محبت کرتے ہو اس لیے میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

تیسری بشارت

اور اسی سال حضرتِ والا کے ایک خادم محمد فہیم صاحب جو نہایت صالح جوان ہیں کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، چاروں سلسلے حق ہیں لیکن ان چاروں سلسلوں میں سب سے زیادہ ہمارے قریب یہ ہیں اور یہ فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ والا کی طرف اشارہ فرمایا جو نہایت ادب سے دو زانو

گردن جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں، اور پھر فرمایا کہ جو میرے اختر سے محبت کرے گا میں اس سے محبت کروں گا۔

چوتھی بشارت

اور لیسٹر (انگلینڈ) کے مولانا سلیمان نانا صاحب ۱۴۲۰ھ کو خاص عید الفطر کے دن مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور مواجہہ شریف میں صلوٰۃ و سلام پڑھتے وقت بیداری میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی کہ مولانا اختر سے ہمارا سلام کہہ دینا۔ اور صلوٰۃ و سلام پڑھ کر جب واپس ہونے لگے تو مواجہہ شریف سے پھر آواز آئی کہ دیکھو مولانا اختر کو ہمارا سلام ضرور پہنچا دینا۔ سبحان اللہ ۔

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

ترجمہ: اس بشارت پر اگر جان فدا کردوں تو بجا ہے اور پھر بھی حق تعالیٰ کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔

پانچویں بشارت

اور حال ہی میں پشاور کے ایک صالح جوان جن کا تبلیغی جماعت سے تعلق ہے، کراچی حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ روضہ مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے حضرتِ والا کے سر پر عمامہ باندھ رہے ہیں۔

یہ نصیب اللہ اکبر! لوٹنے کی جائے ہے

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

رضاء بالقضاء کی تصویر

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک مقام اخلاص سے بھی بلند ہے وہ ہے رضاء بالقضاء یعنی اللہ تعالیٰ کے قضاء و قدر کے فیصلوں پر دل و جان سے راضی رہنا۔ چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو اس کی عملی تعلیم اس وقت دی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اے ابراہیم! ہم آپ کی جدائی پر غمگین ہیں[۳] لیکن ہم اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر دل سے راضی ہیں۔ اس واقعے سے معلوم ہوا کہ طبعی غم رضاء بالقضاء کے منافی نہیں ہے بشرطیکہ دل اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر مطمئن ہو۔

اولیائے صدیقین کو اس مقام کا حاصل ہونا ضروری ہے، لیکن اللہ تعالیٰ ان کے مقامِ قرب میں اضافہ اور مخلوق کو ان کے رضاء بالقضاء کے مقام پر فائز ہونے کا نظارہ کرانے اور سبق دینے کے لیے آزمائشوں میں مبتلا فرما دیتے ہیں۔

سیدی و مرشدی عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ۳۱؍ جولائی ۲۰۰۰ء بروز بدھ فالج کا حملہ ہوا جس سے دایاں حصہ اور زبان بُری طرح متأثر ہوئی، لیکن اوّل یوم سے حضرت کے چہرے پر جو اطمینان کی کیفیت تھی وہ کسی تندرست اور توانا کو بھی حاصل نہیں تھی۔

بندہ جب اگلے روز بہاول نگر سے کراچی پہنچا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو بندہ کو دیکھ کو حضرت مسکرائے جبکہ بندہ رو رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرتِ والا کے قوتِ ارادی اور رضاء بالقضاء کے صدقے مرض میں کافی حد تک تخفیف ہو گئی۔ زبان تو الحمد للہ! بالکل صاف ہو گئی اور اعضا میں بھی کچھ حرکت آگئی لیکن معذوری کلی طور پر ختم نہیں ہوئی۔ اور حضرت کے فیض رسانی کا سلسلہ پہلے

۳؎ صحیح البخاری: ۲/۶۲۰-۶۲۱، باب قول النبی انا بك لمحزونون/ سیرت المصطفیٰ: ۲/۶۷، بحوالۃ التاریخ لابن اثیر

سے کہیں بڑھ گیا، صحت کی حالت میں ہفتہ واری مجلس ہوتی تھی اور فالج کی بیماری کے بعد روزانہ چار مجلسیں ہونے لگیں جو تاوفات جاری رہیں۔ فجر کے بعد، ساڑھے گیارہ بجے دن، عصر کے بعد اور عشاء کے بعد۔ اور ہر مجلس کا دورانیہ پونے گھنٹے سے ڈیڑھ گھنٹے کا ہوتا تھا اور حضرتِ والا کی محبتِ الٰہیہ کی شراب کہن کے ایک ایک قطرے سے سرشار ہو کر طالبینِ محبت الٰہیہ واصل باللہ، عارف باللہ اور باقی باللہ ہورہے ہوتے اور حضرت کا فیض پہلے سے کہیں زیادہ سالکین کے قلوب محسوس کرتے اور پورے عالم سے تشنگانِ شرابِ محبتِ الٰہیہ کا ہر وقت تانتا بندھا رہتا۔ حضرتِ والا نے تربیتِ سالکین میں اپنی بیماری کو کبھی آڑے نہیں آنے دیا اور طالبین کو دل کھول کر خم کے خم شرابِ آسمانی کے پلاتے۔ اسی کو تائب صاحب نے کہا ہے؎

منہ خم کے ہیں کھلے ہوئے
مے کش بھی ہیں تلے ہوئے

ساقی بھی بے قرار ہے
پھر کس کا انتظار ہے

فانی بتوں پہ ہم مریں
چاہے خدا پہ جان دیں

جب ہم کو اختیار ہے
پھر کس کا انتظار ہے

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے جب بھی کسی نے آپ کی بیماری کے پیشِ نظر طبیعت دریافت کی تو دل کی گہرایوں سے الحمد للہ کہا اور فرمایا کہ سر سے لے کر پاؤں تک عافیت ہی عافیت ہے۔

ایک مرتبہ تائب صاحب نے حضرتِ والا کی خدمت میں عشاء کے بعد اپنا وہ کلام پڑھا جس میں حضرت کے لیے شفا مانگی گئی ہے جس کا مطلع یہ ہے؎

میرے مرشد کو مولا شفا دے
اور نشاں تک مرض کا مٹا دے

تائب صاحب خود بھی رو رہے تھے اور سامعین بھی رو رہے تھے اور سب حضرت کو ترحمانہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے تو حضرتِ والا نے یہ بات شدت سے محسوس فرمائی، جب کلام ختم ہوا تو ڈانٹ کر فرمایا کہ مجھے رحم کی نگاہوں سے نہ دیکھو۔ میں تو پہلے سے زیادہ وی آئی پی (VIP) ہو گیا ہوں کیوں کہ ایک حدیثِ قدسی میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک بندہ پیش ہو گا اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ اے بندے جب میں بیمار تھا تو تُو نے میری عیادت کیوں نہ کی؟ تو بندہ عرض کرے گا کہ اے اللہ تعالیٰ! آپ تو بیمار ہونے سے پاک ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے بھی وہیں پاتا۔

دراصل ان اللہ والوں پر جب بھی کوئی آزمایش آتی ہے وہ انہیں قربِ الٰہی کا کوئی خاص مقام تفویض کرنے کے لیے آتی ہے اور اس سے مخلوقِ خدا کو بھی سبق دینا ہوتا ہے جو ذرا ذرا سی تکلیف پر اللہ تعالیٰ سے شاکی رہتے ہیں، اسی کو حضرتِ والا نے فرمایا ہے ؎

گزر گئی جو گزرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر
جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلا نہ سکے

اس بیماری کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بہت سی مبشراتِ منامیہ آئیں جو آپ کے رفعِ درجات اور مقامِ خاص پر فائز ہونے کا اشارہ دیتی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

پہلی بشارت

احقر محمد عبد اللہ انصاری عرضِ رسا ہے کہ چند سال قبل جبکہ احقر جنوبی افریقہ آزادول میں حضرتِ والا عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات کی کیسٹیں سنتے سنتے سو گیا تو بحمد اللہ! خواب ہی میں احقر کو محبوبِ ربّ کائنات سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک وسیع میدان میں تشریف فرما ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ریتلی مٹی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہمارے حضرتِ والا مولانا شاہ حکیم محمد اختر

صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حاضر ہیں۔ پھر احقر نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت حزن وملال کے ساتھ حضرتِ والا دامت برکاتہم سے ارشاد فرمارہے ہیں:

”اختر! تجھے لوگوں نے پہچانا نہیں، اختر! لوگوں نے تیری قدر نہیں کی۔“

احقر نے خواب ہی میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ یہ جملہ ارشاد فرمایا اور پھر توقف کے بعد چوتھی اور پانچویں دفعہ یہی ایک جملہ نہایت درد ورقت سے ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد احقر کی آنکھ کھلی تو احقر زار وقطار رودیا۔ اس وقت جنوبی افریقہ میں رات کا ایک بج رہا تھا اور پاکستان میں صبح کے ۴، ۵ بج رہے تھے لیکن احقر نے پھر بھی یہ خواب صوفی شاہ فیروز عبداللہ میمن صاحب دامت برکاتہم کو فون پر سنایا۔

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جس میں حضرتِ والا کی قدر وعظمت کماحقہٗ نہ تھی اور جس کی اندھی آنکھیں حضرتِ والا کے عالی مرتبے کے ادراک سے کور تھیں ایسی ہی محروم آنکھوں کو اس خواب کے ذریعے تنبیہ کی گئی۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کی قدر کماحقہ کرنے کی ہم سب کو توفیقِ کاملہ عطا فرمائے۔

بعد مدت کے ہوئی اہلِ محبت کی شناخت
خاک سمجھا تھا جسے لعل بدخشاں نکلا

(مولانا حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ)

دوسری بشارت

احقر محمد عمران الحق نے ۱۲؍ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ بمطابق ۱۱؍اپریل ۲۰۰۶ء فجر کی نماز سے قبل ہاتف غیبی کو پکارتے ہوئے سنا کہ:

”ہم نے تمہارے شیخ کو قطب وابدال نہیں بلکہ غوث کا اعلیٰ مقام دیا ہے۔“

اور جب یہ بات سنی تو دل میں یہ بات آئی کہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب خانہ کعبہ میں ہیں اور حج کا زمانہ ہے۔

تیسری بشارت

احقر منیر احمد مغل المعروف بہ ڈاکٹر منیر نے حضرت کی برکت سے خواب میں دیکھا کہ دل میں داعیہ ہوا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات حاصل کریں اتنے میں ایک تسلہ آیا جس پر میں سوار ہوا اور یہ اڑنا شروع ہوا حتیٰ کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پر پہنچا جہاں بندہ کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف مصافحہ حاصل ہوا اور انہوں نے فرمایا کہ:

"تمہارا شیخ اس وقت قطب کے درجہ پر فائز ہے۔"

اس پر میں نے پوچھا کہ حضرت کچھ نصیحت فرمادیں! انہوں نے فرمایا کہ تمہارا شیخ کیا کہتا ہے؟ جس پر میں نے کہا کہ وہ نظروں کی حفاظت کا ہی حکم فرماتے ہیں۔ اس پر امام صاحب نے فرمایا یہی اس وقت کا سب سے بڑا ذکر ہے۔

چوتھی بشارت

احقر محمد فیصل نے ۱۸/ صفر المظفر ۱۴۲۷ھ بمطابق ۱۹/ مارچ ۲۰۰۶ء کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ عرب کی سرزمین پر تشریف لے گئے اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میر صاحب دامت برکاتہم ساتھ ساتھ ہیں اور اس وقت عرب کے بالا خانوں اور ایوانوں اور پورے عالم میں حضرت کا غلغلہ مچا ہوا ہے۔ حضرتِ والا کے حلقے میں لوگ گروہ در گروہ داخل ہو رہے ہیں اور حضرتِ والا ان کی تربیت فرما کر سارے عالم میں لشکر کے لشکر روانہ فرمارہے ہیں، جب دیکھا تو ایسا محسوس ہوا (خواب میں ہی) کہ آخری زمانہ چل رہا ہے اور حضرت امام مہدی کے ظہور کا وقت قریب ہے۔

پانچویں بشارت

احقر سید محمد عارف نے ۱۳/ صفر المظفر ۱۴۲۷ھ بمطابق ۱۴/ مارچ ۲۰۰۶ء بروز بدھ کی صبح ایک خواب دیکھا، بندہ نے دیکھا کہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطے کے اندر قبرِ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مخصوص نشست پر

تشریف فرماہیں، اولیائے کرام کا ایک بڑا مجمع فرش پر موجود ہے۔روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست کلام فرمارہے ہیں،غالباًبشارتوں کاسلسلہ تھا۔

حاضرینِ مجلس وقفہ وقفہ سے ماشاء اللہ، سبحان اللہ! کی دھیمی دھیمی صدائیں لگا رہے تھے۔ میر صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے بھی ماشاء اللہ، سبحان اللہ! کی آواز آرہی تھی۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نہایت ادب کے ساتھ اپنی نشست پر سر جھکائے سماعت فرمارہے تھے، یہ سلسلہ کافی دیر چلتارہا، احاطے کے باہر حضرت فیروز میمن صاحب دامت برکاتہم اور راقم الحروف (محمد عارف) بھی موجود تھے۔ بندہ نے اس منظر کوخود اپنی آنکھوں سے دیکھااور کانوں سے سنا۔

غیب سے آواز آئی جامعۃ الرشید اور دیگر مدارس کے حضرات یہاں بیان کے لیے آرہے ہیں۔ جس پر اتحاد الامۃ کا گمان غالب ہوااور خوشی ہوئی، ساتھ ہی ایک چیخ کی آواز آئی اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے والی آواز بند ہوگئی، دروازے کھل گئے تمام حضرات باہر آنے لگے اور ایسا محسوس ہوا کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہونے والا ہے جس پر انتہائی خوشی ہوئی۔ آنکھ کھلنے پر اذانِ فجر کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت مبشرات ہیں جن کو تحریر کرنے کا یہ موقع نہیں کیوں کہ مضمون طویل ہو جائے گا۔

اشکوں کی بلندی

خُداوندا مجھے توفیق دے دے — گُنہگاروں کے اشکوں کی بُلندی
فِدا کردوں میں تجھ پر اپنی جاں کو — کہاں حاصل ہے اختر کہکشاں کو

اختر

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی کی بنیاد

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا کراچی میں قیام پہلے ناظم آباد میں تھا پھر حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے گلشن اقبال کراچی میں خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی بنیاد رکھی اور ناظم آباد سے گلشن اقبال منتقل ہوگئے۔ یہ غالباً ۱۹۷۹ء کا سال تھا۔ بعد میں اسی خانقاہ میں مدرسہ اشرف المدارس اور مسجد اشرف تعمیر کی گئی۔ الحمدللہ آج یہ خانقاہ پورے عالم کا مرکز ہے اور متوسلین اور طالبین افریقہ، امریکا، برطانیہ، فرانس، جرمنی، برما، بنگلہ دیش، انڈیا، افغانستان، ایران، کینیڈا، سعودی عرب، عرب امارات وغیرہ سے اور پاکستان کے مختلف علاقوں سے اصلاح و تزکیہ کے لیے حاضر ہوتے تھے اور حضرت کی صحبت وارشاداتِ عالیہ سے مستفید ہوکر فائز المرام واپس ہوتے تھے خصوصاً بڑے بڑے اہلِ علم پورے عالم سے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے منسلک ہو کر علمِ حقیقی اور کیفیاتِ احسانیہ کے ساتھ اپنے قلوب کو منور کرتے ہیں۔

اس خانقاہ کی ایک شاخ سندھ بلوچ سوسائٹی کراچی میں قائم کی گئی جہاں ہر اتوار کو فجر کے بعد حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہوتا تھا اور گاہے گاہے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ وہاں چندروز کے لیے سالکین کے ہمراہ قیام بھی فرماتے تھے۔ وہیں ایک نہایت وسیع اور خوبصورت مسجد کچھ سال پہلے تعمیر ہوچکی تھی اور اب ایک جامعہ اشرف المدارس کے نام سے اور ایک مدرسۃ البنات کی تعمیر بھی مکمل ہے، اللہ تعالیٰ اس کارِ خیر کو قبول فرما کر حضرتِ والا کو مسرور فرمادے اور قیامت تک حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے (آمین)۔ الحمدللہ! اب دونوں ادارے تعمیر شدہ ہیں بلکہ کثرتِ شائقینِ علم کی وجہ سے ان کی توسیع کی جارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو اولاد کی طرف سے بھی خوش بختی سے نوازا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پسماندگان میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑی ہے۔ حضرت کے اکلوتے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب دامت فیوضہم

بھی محی السنہ حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ خاص ہیں اور اشرف المدارس کا تعلیمی انتظام وانصرام بڑی خوش اسلوبی سے چلارہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی دردِ عشق اور سوز و غم کے وافر حصہ سے نوازا ہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد خانقاہ کا انتظام وانصرام خوش اسلوبی سے چلارہے ہیں اور خلق کا ان کی طرف خوب رجوع ہے، خاص طور پر اہلِ علم خوب متوجہ ہورہے ہیں۔

خدمتِ خلق

اللہ والوں کا ہمیشہ سے مخلوق کا ناطہ خالق سے جوڑنے کے ساتھ ساتھ خدمتِ خلق بھی ان کا خاصہ رہا ہے۔ حضرت مولانا محمد مظہر میاں صاحب نے حضرتِ والا کی سرپرستی میں خدمت خلق کے کام کو منظم کرکے ایک ٹرسٹ بنایا جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں عظیم الشان خدمات کی سنہری تاریخ رقم کر دی، اس کی خدمات کا تفصیلی جائزہ لینے کے لیے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مولانا محمد ابراہیم صاحب، مولانا محمد اسماعیل میاں صاحب، مولانا محمد اسحاق میاں صاحب اور مولوی عبد اللہ میاں بھی اہلِ علم میں سے ہیں اور اصحابِ نسبت ہیں اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے بھی اصحابِ فضل وکمال ہیں۔ الحمد للہ! ایں خانہ ہمہ آفتاب است۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم اور ان کی اولاد کی زندگیوں میں برکت عطا فرمائیں اور طویل عرصہ تک صحت وعافیت کے ساتھ ان کو سلامت رکھیں اور ان کے فیوض وبرکات کو قیامت تک جاری رکھیں ، آمین۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے چھ سو کے لگ بھگ خلفاء، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے اپنے اپنے ملکوں اور علاقوں میں بغرضِ اصلاح وتزکیہ خانقاہیں قائم کر رہے ہیں جن سے خلقِ خدا افائدہ اٹھا رہی ہے۔

شیخ العرب والعجم

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو اگرچہ بہت پہلے ان کے مشائخ نے شیخ العرب والعجم کا خطاب دیا تھا لیکن اب اس کا ظہور تمام ہو رہا ہے اور سعودی عرب میں خاص طور پر حرمین شریفین میں آپ کا فیض بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ آپ کی جب حرمین شریفین حاضری ہوتی تھی تو صبح و شام کی مجلس میں سینکڑوں کی تعداد میں مرد و خواتین حاضر ہوتے تھے اور حضرت کے بیسیوں خلفاء جدہ، مکہ، مدینہ اور دیگر شہروں میں ہفتہ واری مجالس کا انعقاد کرتے ہیں۔

اور ان سب سے بڑھ کر آپ کے مواعظ عربی زبان میں ترجمہ ہو کر حکومتِ سعودیہ کی اجازت سے طبع ہو کر تقسیم ہو رہے ہیں۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور حضرتِ والا کے خلیفہ مولانا عبد اللہ مدنی زید مجدہٗ اور مدینہ یونیورسٹی کے پروفیسر اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ڈاکٹر مولانا خالد مرغوب صاحب زید مجدہٗ مواعظ کا عربی ترجمہ کر کے حکومتِ سعودیہ سے منظور کرا کر ہزاروں کی تعداد میں چھاپ کر تقسیم کر رہے ہیں اور ۲۰۰۹؁ء کے ابتدائی مہینوں میں ایک ایک دن میں حرمِ مکہ اور حرمِ مدینہ میں ہزاروں مواعظ تقسیم ہوئے، یہاں تک کہ ائمہ حرمین نے بھی ان مواعظ کو بہت پسند کیا ہے اور اہلِ عرب میں ان کی طلب بہت بڑھ گئی ہے اور لوگ فون کر کر کے حضرت کے خلفاء سے مواعظ طلب کرتے ہیں۔ حضرتِ والا نے حکم فرمایا کہ طباعت اور تقسیم بالکل ہی نہ روکی جائے خواہ کتنا ہی مصرف آئے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اولاد نے اپنی گرہ سے اس مد میں بہت بڑا عطیہ دیا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ تین مواعظ اہلِ عرب میں قبولیتِ عامہ حاصل کر چکے ہیں:

۱) مفاسد عدم حفظ البصر

۲) کنوز من القرآن الکریم والحدیث الشریف واسباب حسن خاتمہ

۳) البَلْسمُ الشَّافِیْ لِمَنِ ابْتُلِیَ بِالْمَعَاصِیْ۔

عارف باللہ حضرت مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

بندہ کو طالب علمی میں مسابقت کا بہت جذبہ تھا۔ اگر کسی طالب علم کو کوئی نئی کتاب یا شرح یا تفسیر یا تعلیم کی مناسبت سے کوئی کام وغیرہ کرتے دیکھتا تو اسے اپنانے کی کوشش کرتا، دل میں یہ بات رہتی تھی کہ علم و عمل کا کوئی پہلو جو یہاں سیکھا جاسکتا ہے وہ رہ نہ جائے کیوں کہ طالب علمی اسی لیے اختیار کی تھی۔

ایک دن درجہ ثالثہ والے سال عصر کی نماز کے بعد دعا کے بعد کچھ دیر مسجد میں بیٹھا رہا جب مسجد خالی ہوگئی تو میں کھڑا ہوا اور مسجد کے قبلہ رخ کھڑکی سے سامنے کے باغیچے میں جھانکا تو دیکھا کہ ایک ہم جماعت ساتھی (مولانا جنید احمد) خاص طریقے پر قبلہ رخ بیٹھے ذکر کررہے تھے، میں کافی دیر ان کو دیکھتا رہا مجھے ان کا طریقہ بہت پسند آیا، رات کو تکرار کے بعد میں اس طالب علم کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ تم کیا کررہے تھے۔ اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کررہا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ تم نے یہ طریقہ کہاں سے سیکھا تو اس نے بتایا کہ گلشن اقبال میں ایک بزرگ آئے ہیں جن کا نام مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب ہے وہ ذکر اذکار بتاتے ہیں۔ تو میں نے ان کا پورا پتا لیا اور ملاقات کا وقت پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ جمعۃ المبارک کے دن نو سے دس بجے حضرت کا وعظ ہوتا ہے اور ملاقات ہوتی ہے۔

میں نے ان کی زیارت اور ملاقات کے سلسلے میں اپنے ہم جماعت دوست مولوی ایوب ولی پٹیل (برطانوی) اور مولوی سید امتیاز (کراچوی) سے مشورہ کیا۔

تو مولوی امتیاز صاحب نے بتایا کہ میں ان کو جانتا ہوں۔ چناں چہ جمعۃ المبارک کو حضرتِ والا کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت ابھی حجرے میں تھے اور پچیس تیس سامعین خانقاہ میں بیٹھے تھے اور حضرت کے بیٹھنے کے لیے سامنے صوفہ رکھا ہوا تھا۔ تقریباً نو بجے حضرتِ والا اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے، دو رکعت نماز پڑھی اور پھر مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔

ہماری نادانی

ہم طالب علم سب سے آگے جاکر بیٹھے (میں اور مولوی ایوب ولی پٹیل تھے) حضرت نے بیٹھتے ہی اشارہ سے ہمیں اٹھادیا اوراپنے دائیں جانب جہاں ایک بزرگ جن کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ حاجی افضل صاحب (مرحوم) ہیں (چوں کہ وہ اونچا سنتے تھے اس لیے حضرت ان کو اپنے دائیں طرف بٹھاتے تھے) ان کے پیچھے ہمیں بٹھادیا اور میر صاحب سے حضرتِ والانے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ تو میر صاحب نے بتایا کہ یہ جامعہ اسلامیہ نیوٹاؤن کے طالب علم ہیں۔ حضرت کا وعظ ہوا، کچھ کچھ باتیں سمجھ آئیں، بہر حال ہم جب باہر نکلے تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ہم چوں کہ جامعہ کے طالب علم ہیں اس لیے ہمارے ساتھ انفرادی سلوک کیا گیا ہے اور اعزاز دیا گیا ہے اور ہمیں جہاں بزرگ بیٹھے ہیں وہاں بٹھایا گیا ہے جبکہ باقی صوفیوں کو سامنے بٹھایا ہے۔

دوسرے تیسرے روز جمعہ سے جب حضرتِ والا کا مضمون سمجھ میں آنے لگاتوتب معلوم ہوا کہ حضرت سامنے اس لیے نہیں بیٹھنے دیتے کہ ہم اَمرد ہیں اپنی نظر کی حفاظت اور تقویٰ کی وجہ سے سامنے نہیں بیٹھنے دیتے تھے۔تو دل میں بڑی شرمندگی محسوس ہوئی کہ ہم کیا سمجھ رہے تھے اور حضرتِ والا کس وجہ سے سامنے نہ آنے دیتے تھے۔ چناں چہ جب تک داڑھی نہیں آئی نہ حضرتِ والا کے سامنے بیٹھنے اورنہ حجرے میں جانے کی اجازت تھی۔

خانقاہ کا جغرافیہ

اس وقت صرف خانقاہ تھی اور خانقاہ کے متصل حضرتِ والا کا رہائشی مکان تھا۔ نہ اوپر کوئی منزل تھی نہ خانقاہ کے سامنے کوئی تعمیر تھی۔ مسجد کی جگہ اور اس کے متصل گراسی لان تھا جس میں دیسی موڑھے رکھے ہوئے تھے جس پر حضرتِ والا عام طور پر عصر کے بعد تشریف فرماہوتے،اور ہر طرف اونچی چاردیواری تھی۔ مسجد اور خانقاہ کی اوپر کی منزلیں بہت بعد میں تعمیر ہوئیں۔

خانقاہ کے لیے چندہ

روز بروز خلقِ خدا کے رجوع کی وجہ سے خانقاہ تنگ پڑتی جارہی تھی تو خانقاہ کے اوپر ایک دومنزلیں تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا گیاتواس کے لیے آپ نے جمعۃ المبارک کوبیان کے بعد اپیل فرمائی اور فرمایا کہ محض پیغمبر علیہ السلام کی سنت پوری کرنے کے لیے اس کارِ خیر کے لیے چندے کی اپیل کررہاہوں۔

اور اس کے لیے حضرت کی نشست کے قریب ایک تھیلہ لٹکادیا گیا اور حضرتِ والا نے فرمایا کہ ہر ایک نے جو کچھ دیناہو وہ مٹھی میں بند کرکے لائے اور تھیلہ میں ہاتھ ڈالے اور کھلا ہاتھ باہر نکالے۔ فرمایا کہ اس سے ایک تو وہ شخص جن کے پاس ابھی دینے کو کچھ نہیں ہے اسے شرمندگی نہیں ہوگی اس لیے مٹھی بند کرنے میں عزت رہ جائے گی خواہ مٹھی خالی ہو اور ہاتھ کھلا نکالنے میں بدگمانی نہیں ہوگی کہ اندر سے کچھ نہ نکال لیا ہو تو اس وقت میرے اور میرے دوست کے پاس کل دس روپے تھے جو جامعہ واپسی کا کرایہ تھا تو ہم نے پانچ پانچ روپے چندہ ڈالا اور پھر شاید جامعہ پیدل واپس گئے تھے۔ اس کے بعد آپ نے کبھی خانقاہ کے لیے چندہ نہیں فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے غیب کے خزانوں سے اعلیٰ قسم کی تعمیر کروادی۔

ابتدائی کیفیات

الحمدللہ! اکثر جمعۃ المبارک کو حاضری ہوتی رہی۔ دس بجے بیان کے بعد اکثر ساتھی جمعہ اپنے اپنے علاقوں میں جاکر پڑھتے رہے۔ جو وہاں رہ جاتے تو قریب کی مسجد میں حضرتِ والا کی معیت میں جاکر جمعہ ادا کرتے اور حضرتِ والا ساری نمازیں اسی مسجد میں ادا فرمایا کرتے تھے اگرچہ ان مولوی صاحب کو حضرتِ والا سے مناسبت نہیں تھی۔

ہم لوگ بھی اکثر جمعہ میں جامعہ نیوٹاؤن واپس آجاتے تھے اور کبھی وہاں بھی ادا کرتے تھے۔ جمعہ کے بعد خانقاہ میں ختمِ خواجگان ہوتا تھا اس کے بعد دال روٹی ہوتی تھی۔

ابتدا میں کچھ مضامین سمجھ میں نہیں آتے تھے لیکن روح کو کیف وحظ بہت محسوس ہوتا تھا اس لیے پورے ہفتے جمعہ کا انتظار کرتے تھے، بعد میں کچھ مضامین سمجھ میں آنے لگے

اور ابتداء میں اس بات پر بڑا تعجب ہوتا تھا کہ ہم بندے ہو کر اللہ تعالیٰ کے کیسے دوست بن سکتے ہیں اور آنکھوں سے ماوراء ذات کی محبت کیسے آسکتی ہے؟ لیکن کچھ عرصہ بعد دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی مٹھاس محسوس ہونے لگی اور پھر تو یہ کیفیت ہوگئی کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ دوست ہیں اور ساتھ ہیں، جو بھی درخواست کرتے قبول ہو جاتی۔

ذکر کی کیفیت

بندہ کا تہجد میں بالا ہتمام اٹھنے کا معمول نہیں تھا کبھی کبھار پڑھ لیتا یا سونے سے پہلے پڑھ لیتا تھا لیکن فجر کے بعد اشراق تک مسجد میں رہنے کا معمول تھا، فجر کے بعد حضرتِ والا کا بتایا ہوا ذکر کیا کرتا تھا اور اس ذکر میں کیفیت یہ ہوتی تھی کہ جب لَآ اِلٰہَ کہتا تو نیو ٹاؤن کی مسجد غائب ہو جاتی اور جب اِلَّا اللّٰہُ کہتا تو پھر نظر آنے لگتی۔ کچھ عرصہ یہ کیفیت رہی اور حضرتِ والا کی محبت کا بھی بڑا جوش ہوتا۔

ایک مرتبہ ایسے محسوس ہوا جیسے حضرتِ والا کی محبت ختم ہوگئی تو طبیعت بہت پریشان ہوئی حالاں کہ دورانِ ہفتہ دور کہیں جانا جامعہ کے نظم کی وجہ سے بہت مشکل تھا لیکن ایسی اضطراری حالت طاری ہوئی کہ ایک دن شام کی چھٹی ہوتے ہی گلشن اقبال جانے کے لیے روانہ ہوا عصر کی نماز تک پہنچ گیا۔ عصر حضرتِ والا کے ساتھ ادا کی، عصر کے بعد حضرتِ والا موڑھے پر تشریف فرما ہوئے میں بھی دوسرے موڑھے پر بیٹھ گیا اور میں نے اپنے دل کی بات کہی تو حضرتِ والا بہت ہنسے اور ہنس کر فرمایا کہ تم سے ذکر میں سستی ہو رہی ہے اس لیے شیخ کا تعلق کمزور محسوس ہوتا ہے اور واقعی ان دنوں میں اس میں کچھ سستی پائی جارہی تھی اس کے بعد حضرتِ والا گھر تشریف لے گئے اور خود چائے بنوا کر لائے اور چائے پلائی اس وقت دل کی کیا کیفیت تھی اس کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ اس کے بعد ذکر کا اہتمام کیا تو اس قدر حضرت کی محبت نے جوش مارا کہ جمعہ سے پہلے ہی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر تھوڑی دیر کے لیے زیارت کر کے واپس آیا۔

دو اہم باتیں

حضرتِ والا سے ابتدا ہی سے دو اہم باتیں قلب میں بیٹھ چکی تھیں، ایک مطمعِ نظر اور مقصود صرف شیخ کی ذات کو بنایا جائے، لہٰذا یہی وجہ تھی کہ خانقاہ کے وہ لوگ جو دنیاوی پیشہ سے متعلق تھے ان میں سے کسی سے تعارف نہیں تھا حتّٰی کہ میر صاحب سے بھی اور اس معاملے میں اس قدر ڈرتے تھے کہ بیان کے بعد اگر کوئی کار والا ساتھی یہ پیشکش کرتا کہ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ کہ بس سٹاپ تک پہنچا دیں تو ساتھ نہیں بیٹھتے تھے کہ کہیں حضرتِ والا کو علم ہو جائے تو وہ سمجھیں گے کہ کار والوں سے دوستی لگاتا ہے، اس لیے ہمیشہ حضرت شیخ کی ذات کو ہی مطمع نظر بنائے رکھا، بعد میں معلوم ہوا کہ اہل اللہ کے ہاں اس کو وحدتِ مطلب کہتے ہیں۔

دوسری اہم بات یہ سیکھی کہ اللہ والوں کے ایام فتوحات نہیں دیکھنے چاہئیں بلکہ ایام مجاہدہ دیکھنے چاہئیں اور اس کی اتباع اور تقلید کرنی چاہیے اس سے اہل اللہ پر کبھی بدگمانی نہیں ہوتی۔ الحمد للہ! اس بات کی برکت سے اپنے شیخ یا کسی استاد یا کسی اللہ والے پر دنیوی مال واسباب کاراستہ کھلنے کی وجہ سے بدگمانی نہیں ہوئی۔ اور یہ سنت اللہ ہے کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کے لیے تکلیف اور مجاہدے برداشت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر روحانی دولت کے دروازے کھولنے کے ساتھ ساتھ دنیوی آسایش وراحت کے دروازے بھی کھول دیتا ہے۔ لہٰذا کبھی کسی اللہ والے پر دنیوی اسباب کی کثرت دیکھ کر بدگمانی کرکے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈالنا چاہیے۔

بعض اہلِ دل کا تعارف اور زیارت

حضرتِ والا دامت برکاتہم سے مواعظ میں یہ بات سنی کہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پانچ خلفاء بقید حیات ہیں۔ ایک حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کراچی میں، دوسرے حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ جلال آباد انڈیا میں، تیسرے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہردوئی شریف انڈیا میں،

چوتھے حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پشاور میں، پانچویں حضرت حافظ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ ڈھاکہ بنگلہ دیش میں حضرتِ والا کے تعارف کروانے اور توجہ دلانے کی برکت سے پہلے چار مشائخ کی زیارت اور برکت حاصل کرنے کا موقع ملا۔

اسی طرح مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام گرامی بھی آپ ہی سے سنا اور پھر ان کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

بیعت اور خلافت

اگرچہ حضرتِ والا دامت برکاتہم سے ۱۹۸۰ء سے وابستہ ہو گیا تھا لیکن مدرسہ میں ابتدائی درجہ کے طالب علم ہونے کی وجہ سے اور پھر امرد ہونے کی وجہ سے بیعت کا صحیح مفہوم اور تقاضے پورے کرنے سے قاصر رہا۔ چناں چہ پھر اس کے ازالے کے لیے ”مشکوٰۃ شریف“ کے سال ۱۹۸۵ء میں تجدیدِ بیعت کی اور اس کے بعد ۱۹۹۲ء میں دارالعلوم اسلامیہ کامران بلاک لاہور میں خلیفہ مجاز صحبت مقرر فرمایا اور پھر ۱۹رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۹۹۶ء مکۃ المکرمہ سے حضرتِ والا نے خلافت مجازِ بیعت مقرر فرمایا۔

اور اسی رمضان المبارک میں جمعۃ الوداع سے دو ساتھیوں کی بیعت کر کے اس عظیم الشان کام کا آغاز کیا۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَالشُّکْرُ

حضرتِ والا کا فیض بہاول نگر میں

الحمدللہ! جامع العلوم عید گاہ بہاول نگر پنجاب پاکستان میں بھی حضرت نے ۱۷/ اکتوبر ۱۹۹۷ء بروز جمعۃ المبارک خانقاہ اشرفیہ اختریہ کا افتتاح فرمایا، جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت شیخ کے زیرِ سایہ اصلاح و تزکیہ کا کام ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کو صحت و عافیت اور خدماتِ دینیہ اور شرفِ قبولیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور پوری امت کو حضرت اقدس کے وجودِ مسعود سے مستفید فرمائے اور خصوصاً متوسلین کو پوری فکر و طلب کے ساتھ فیض اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

الحمد للہ! مارچ ۲۰۰۰ء کو احقر کی درخواست پر باوجود ضعف و پیرانہ سالی کے حضرت اقدس نے نہایت کرم فرمایا اور تین دن کے لیے دوبارہ بہاول نگر تشریف لائے۔ حضرت اقدس کے ہمراہ تقریباً چالیس احباب بھی تشریف لائے۔ پورے بہاول نگر میں عید کا سماں تھا اور لوگ جوق در جوق حضرتِ والا کی زیارت اور صحبت سے فیض یاب ہونے کے لیے آرہے تھے، حضرتِ والا یہاں کی دینی فضا اور دینی طلب کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے۔ یہ سب حضرتِ والا ہی کا فیض ہے۔ خانقاہ اشرفیہ اختریہ کی بالائی منزل کی توسیع کا حضرتِ والا نے افتتاح فرمایا اور منچن آباد میں جدید مسجد رفیق الاسلام کا بھی افتتاح فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے صدقہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

کشف و کرامات

کشف و کرامت ولایت اور بزرگی کے لوازمات میں سے نہیں ہے، ولایت کا مدار ایمان و تقویٰ اور اتباعِ سنت پر ہے لیکن بہت سے بزرگوں کو یہ نعمت بھی دے دی جاتی ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو احقر کے تجربہ کے مطابق بہت کشف اور القاء ہوا کرتا تھا اگرچہ کبھی اس کا صراحتاً اظہار نہیں فرمایا لیکن گفتگو فرماتے تو سننے والا واضح طور پر سمجھ جاتا کہ حضرت پر اس کے حالات منکشف ہوگئے ہیں، اس لیے آپ کی مجلس میں آنے والے جن مسائل و اُلجھن کو لے کر آتے آپ اسی پر گفتگو فرمادیتے جس سے سوال کیے بغیر آنے والوں کو جواب مل جاتا۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ جس اللہ والے کی ایسی مجلس ہو جہاں بغیر سوال کیے جواب مل جائے اس شخص کو مؤید من اللہ سمجھنا چاہیے۔ ایک بار احقر تقریباً ۱۵/سال پہلے احباب کے ساتھ بہاول نگر سے لاہور جامعہ اشرفیہ میں صیانۃ المسلمین کے سالانہ اجتماع میں شرکت کے لیے حاضر ہوا، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ بھی کراچی سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت کا قیام لاہور شہر میں کسی اور جگہ تھا اس لیے حضرت کی فوری زیارت نہ ہوئی اور ہم لوگ جامعہ کی ایک درسگاہ میں ظہر کے بعد سوگئے، سب ساتھی تھکے ہوئے تھے، جلد ہی نیند کی وادی میں پہنچ گئے۔ جب عصر سے پہلے بیدار ہوئے تو میری قمیص سازوسامان

سمیت غائب تھی، بسیار تلاش کیا لیکن نہ ملی، اسی میں زادِ سفر تھا اور اچھی خاصی رقم تھی، دل پر بہت بوجھ ہو گیا، طبیعت بہت بوجھل ہو گئی، عصر کے بعد جامعہ کی مسجد میں حضرت کا بیان تھا، بہت بڑا مجمع تھا، ہمیں نماز میں بھی بہت پیچھے جگہ ملی اور بیان میں بھی۔ حضرت نے بیان کے شروع ہی میں یہ بات فرمادی کہ کبھی اللہ تعالیٰ مالی نقصان کرا دیتے ہیں تا کہ روحانی طور پر مالا مال کر دیں بس اس جملے کو سنتے ہی دل منشرح ہو گیا اور غم مبدل بہ خوشی ہو گیا اور میں سمجھ گیا یہ حضرت کا کشف ہے حالاں کہ یہ بیان کا موضوع نہ تھا۔ اس طرح کے بیسیوں واقعات بیان کیے جاسکتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی بزرگ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ اس کی مجلس میں آنے والوں کی زندگی تبدیل ہو جائے۔ الحمدللہ! یہ کرامت حضرت کو بہ طریقِ اتم حاصل تھی۔ نہ صرف مجلس میں آنے والوں کی زندگیاں بدلتی تھیں بلکہ جنہوں نے آپ کا تذکرہ سن لیا، وعظ و کتاب پڑھ لی یا کیسٹ وغیرہ سے بیان سن لیا ان کی بھی زندگیاں تبدیل ہو گئیں لیکن اس کے علاوہ بھی آپ کے مختلف کراماتی واقعات ہیں۔

بندہ کے قتل کی سازش اور حضرت کی آمد

نوّے کی دہائی میں ضلع بہاول نگر مذہبی فرقہ ورانہ فسادات کے حوالے سے کافی خطرناک ہو گیا تھا اور قتل و غارت کے کئی واقعات پیش آچکے تھے، ضلع کی مرکزی درسگاہ کے ذمہ دار اور خادم ہونے کی حیثیت سے پولیس بندہ کو بھی متعدد بار متنبہ کر چکی تھی کہ آپ کی جان کو خطرہ ہے آپ بہت احتیاط کریں۔

۱۹۹۷ء میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو بہاول نگر ''ختم بخاری شریف'' کے جلسہ میں تشریف آوری کی دعوت دی گئی جس میں اس وقت تین ہفتے باقی تھے تو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اگلے ہفتے ہی آرہا ہوں۔ اِدھر ہم لوگوں کی کوئی تیاری نہیں تھی اور نہ ہی کوئی اشتہار وغیرہ نکالا تھا۔ حضرت سے دبے لفظوں میں عرض کیا کہ اشتہار اور دعوت ناموں کے لیے وقت کم ہے۔ تو فوراً فرمایا ''جن

روحوں کو ہم تک آنا ہو گا وہ آکر رہیں گے خواہ اطلاع ہو یا نہ ہو ۔" چناں چہ جمعرات کو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ بذریعہ جہاز بہاول پور تشریف لائے اور وہاں سے کار پر بہاول نگر تشریف آوری ہوئی۔ جمعرات سے ہی زیارت کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا اور جمعہ کی نماز کے بعد آپ کا بیان ہوا اور حضرت کی بات سچ ثابت ہوئی اتنا مجمع تھا کہ سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا بعض لوگوں نے بتایا کہ ہمارے کان میں یہ بات پڑی کہ مدرسہ عید گاہ میں کوئی اللہ والا آیا ہے تو ہم کھچے چلے آئے یہ بھی حضرت کی کرامت تھی۔

حضرت نے دو روز قیام فرمایا اور اتوار کو کراچی تشریف لے گئے۔ حضرت کے بہاول نگر قیام کے دوران لاہور سے شیعہ دہشت گرد بندہ کو قتل کرنے کے لیے آئے اور انہوں نے کئی بار اس کی کوشش کی، ٹارگٹ کو قریب پاکر بھی ان کی ہمت نہیں ہوئی، مختلف اوقات میں وہ مدرسہ میں آتے رہے لیکن وہ جب بھی آئے انہیں بہت لوگ چلتے پھرتے محسوس ہوتے تھے وہ مایوس ہو کر یہاں سے حاصل پور چلے گئے اور وہاں مشہور سنی وکیل ملک ندیم اعوان کو شہید کر دیا اور موقع پر پکڑے گئے۔ انہوں نے دورانِ تفتیش جو بیان ریکارڈ کرایا اس میں اوپر والی تفصیلات بیان کیں اور بتایا کہ مولانا کے پیر صاحب آئے ہوئے تھے جس کی وجہ سے وہاں ہر وقت رونق رہتی تھی ہم بیت اختر تک بھی پہنچے جہاں مولانا بیٹھتے تھے لیکن ہم جب بھی اس ارادے سے آئے ہمیں ہمت نہیں ہوئی۔ (یہ تفصیلات ہمیں بہاول نگر کے ڈی۔ پی۔ او نے اپنے دفتر بلا کر آن ریکارڈ دکھائیں)

تب بندہ پر یہ بات منکشف ہوئی کہ حضرت اسی ہفتہ آنے کا کیوں اصرار فرمارہے تھے۔ ان رازوں کو یہ اللہ والے ہی جانتے ہیں۔ اور دہشت گردوں کا موقع پر پکڑا جانا بھی حضرت کی کرامت ہے اور سزا پاکر پھانسی چڑھ جانا بھی کرامت ہے حالاں کہ وہ قاتل سیاسی اعتبار سے بہت مؤثر لوگ تھے لیکن ان کی تمام تر کوشش کے باوجود پھانسی سے نہ بچ سکے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

مجلسِ وعظ وارشاد

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس علم اور روحانیت کا مرقع ہوتی تھی۔ جہاں نفوس کا تزکیہ ہوتا تھا وہیں علمی ارتقاء بھی نصیب ہوتا تھا۔ آپ مضامین کو قرآن وحدیث سے مدلل اور مزین فرماتے، اور فرماتے اکابر کی باتوں کو میں نے قرآن وحدیث سے مدلل کر دیا ہے اور حوالہ باقاعدہ عربی عبارت کے ساتھ دیتے تھے اسی لیے آپ کے حلقۂ محبت میں اہلِ علم کی بہت کثرت ہے۔

حضرت کے اکثر مضامین الہامی ہوتے تھے اور طالبین کی ضرورت کے مطابق مضامین القاء ہوتے تھے۔ اس لیے فرمایا کرتے تھے توجہ سے میری بات سنو! کیوں کہ سامعین کی طلب کے مطابق مضمون آتا ہے جیسے بچہ جب روتا ہے اور دودھ طلب کرتا ہے تو ماں کا خون شیر اور دودھ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

جس طرح بر محل اور بر موقع آپ الفاظ لایا کرتے تھے وہ آپ کا خاصہ تھا۔ آپ کے وعظ وبیان میں اس بات پر نظر مرکوز ہوتی تھی کہ سامعین کے دل میں بات بیٹھ جائے۔ اور نہایت درد سے فرماتے کس طرح میں اپنا دل تمہارے سینوں میں ڈال دوں، لیکن پھر بھی آپ کا بیان جتنا فصیح وبلیغ اور حسین الفاظ کا مرقع ہوتا آدمی حیران رہ جاتا۔ فرماتے میں تکلفاً یہ الفاظ نہیں لاتا بلکہ خود بہ خود یہ الفاظ سامنے آجاتے ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ الفاظ بھی ہاتھ جوڑ کر میرے سامنے پیش ہوتے ہیں۔

آپ کا بیان بہت پُردرد اور اثر انگیز ہوتا تھا جس کا اثر ہر سامع واضح طور پر محسوس کرتا تھا خود ارشاد فرماتے ہیں ؎

کس قدر دردِ دل تھا میرے بیاں کے ساتھ
گویا کہ میرا دل بھی تھا میری زباں کے ساتھ

اوراس میں خاص قسم کی قربِ الٰہی کی چاشنی محسوس ہوتی گویا کہ کانوں میں رس گھولا جارہا ہے۔ خود فرماتے ہیں ؎

کس قدر حلاوت ہے میرے طرزِ بیاں میں
خود میری زباں اپنی زباں چوس رہی ہے

معرفتِ الٰہی کا مضمون بیان کرتے کرتے یہ فرماتے اب میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جس سے میں اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت کو تعبیر کروں اوراس ارشاد کامصداق ہوجاتے ''مَنۡ عَرَفَ رَبَّہٗ کَلَّ لِسَانُہٗ'' جواپنے رب کو پہچان لیتاہے اس کی زبان گنگ ہوجاتی ہے۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس کامطلب یہ نہیں ہے کہ عارف اللہ تعالیٰ کے معرفت کے مضمون بیان کرنے سے عاجز ہوجاتا ہے بلکہ من جملہ ایک ایساوقت آتاہے کہ وہاں الفاظ زبان کاساتھ چھوڑدیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کوبڑی حکمت وبصیرت سے نوازاتھا۔ عشقِ الٰہی اور معرفتِ الٰہی کا پر درداور سنجیدہ مضمون بیان فرماتے فرماتے مزاح کی بات فرمادیتے جس سے روتے چہرے مسکرانے لگتے ورنہ اگر تسلسل سے آپ مضمون بیان فرماتے توشاید کمزور قلوب پھٹ جاتے لیکن جب آپ اس بات کو مجلس میں محسوس فرماتے توفوراًہنسی مذاق کی کوئی بات فرمادیتے جس سے وہ کیفیت کم ہوجاتی۔ خود فرماتے یہ اس لیے مزاح کرتاہوں کہ تمہارے دل کھل جائیں اور میں اس میں عشقِ الٰہی کامال ڈال دوں، اس لیے حضرت کے ایک عاشق دورانِ مجلس زور سے نعرہ لگاتے۔

تم ہنساوت بھی ہو تم رلاوت بھی ہو
میرے مولا سے تم ملاوت بھی ہو

اللہ پاک یہ دم سلامت رکھے

دورانِ بیان آپ کے آنسو جاری رہتے اور یہی حال سامعین کاہوتاتھا۔جب لوگ بیان سن کرجاتے تواپنے دلوں کو دھلاہوا اور نور سے معمور پاتے۔ ہر مجلس میں لوگوں کو فرش سے عرش تک لے جایاجاتا۔

فاصلوں کا سمٹنا میرے مرشد کی کرامت ہے
ابھی تھیں دوریاں رب سے ابھی قربت میں بیٹھے ہیں

(صوفی خالد اقبال تائب صاحب)

حسن مزاح

اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو مزاح کی سنت کا بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ آپ کی محفل میں آنے والے کا دل فوراً کھل جاتا تھا۔ فرماتے تھے کہ "انار لو کِھلتا ہوا پیر پکڑو ہنستا ہوا" اور فرماتے ہنسنے بولنے والے میں کبر نہیں ہوتا، سنجیدگی اختیار نہ کرو بلکہ خندیدگی اختیار کرو۔ اور فرماتے جو ہنسنا غفلتِ قلب کے ساتھ ہو وہ مذموم ہے، اس لیے فرماں برداروں کا ہنسنا اور ہے اور نافرمانوں کا ہنسنا اور ہے۔

لبوں پہ ہے گو ہنسی بھی ہر دم اور آنکھ بھی میری تر نہیں ہے
مگر جو دل رو رہا ہے پیہم کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

(خواجہ مجذوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت نے اپنے حجرے میں ایک چھوٹا سا کھلونا رکھا ہوا تھا جس کو دباتے تو ہنسنے کی آواز آتی، اگر آپ سے کوئی بیعت ہونے آتا تو آپ اس کو دباتے تو سب حاضرینِ مجلس ہنستے تو آپ اس کو دیکھتے اگر وہ بھی ہنستا تو بیعت فرمالیتے ورنہ فرماتے آپ کو ہم سے مناسبت نہیں کہیں اور تشریف لے جائیں۔ خود فرمایا۔

لب ہیں خنداں جگر میں تیرا درد و غم
تیرے عاشق کو لوگوں نے سمجھا ہے کم

فرماتے ہنسنا ہنسانا پیغمبر علیہ السلام کی سنت ہے۔ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کبھی اتنا ہنستے تھے کہ ایک دوسرے پر گر پڑتے تھے۔

اس لیے آپ کے ہاں رات کو ایک مجلس لطیفوں کی بھی ہوتی تھی۔ فرماتے تھے اس میں میں ٹینشن کے مریضوں کا علاج کرتا ہوں۔

کبھی مزاح کے انداز میں اصلاح فرمادیتے۔ لیسٹر کے ایک نوجوان نے نصیحت کی درخواست کی تو فرمایااے لیسٹر کے نوجواں! اپنا ٹیسٹر بچا کے رکھنا۔

افریقہ میں ایک بڑا سیٹھ آپ کی ٹانگ دبا رہا تھا، کسی نے کہا یہ بہت امیر آدمی ہے جو آپ کی ٹانگ دبا رہا ہے، تو آپ نے فوراً فرمایا میں نے اس کی جیب نہیں دبائی اسی لیے یہ میری ٹانگ دبا رہا ہے۔

خدا رحمت کنند ایں پاک طینت را

شعروشاعری

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔

شاعری مدِّ نظر ہم کو نہیں ہے
وارداتِ دل لکھا کرتے ہیں ہم

ایک بلبل ہے ہماری راز داں
ہر کسی سے کب کھلا کرتے ہیں ہم

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری بھی وارداتِ قلب اور دردِ نہاں کی ترجمان ہے، ہر شعر آپ کے زخمِ جگر کی غمازی کرتا ہے، خود فرماتے ہیں۔

تم اصلاح کی اس میں کوشش نہ کرنا
یہ ہے داستاں دردِ دل کی ہماری

میری شاعری بس میرا دردِ دل ہے
لغت پاسکے گی اسے کیا تمہاری

آپ کی شاعری کا محور محبتِ الٰہی، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اتباعِ شریعت، صحابہ واولیاء کی منقبت، خونِ تمنا کی داستاں، عشقِ مجازی اور حسنِ مجازی کا پوسٹ مارٹم اور فیضانِ مرشد ہے۔ فرماتے ہیں۔

ذکر سے جب ملا نور جاں میں
سینکڑوں جاں ملی میری جاں میں

چشم غماز ہے دردِ نسبت
عشق مجبور ہے گو بیاں میں

حضرت کا یہ شعر آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

اور فرماتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اس جہاں میں
جیسے خورشید ہو آسماں میں

شرط توحیدِ کامل یہی ہے
عشق ہو آپ کا قلب و جاں میں

ایک جگہ فرماتے ہیں۔

داغِ حسرت سے دل سجائے ہیں
تب کہیں جا کے ان کو پائے ہیں

ان حسینوں سے دل بچانے میں
ہم نے غم بھی بہت اٹھائے ہیں

حسنِ فانی کے چکروں میں میر
کتنے لوگوں نے دن گنوائے ہیں

شکل بگڑی تو بھاگ نکلے دوست
جن کو پہلے غزل سنائے ہیں

منزلِ قرب یوں نہیں ملتی
زخمِ حسرت ہزار کھائے ہیں

بہر حال آپ کا ہر شعر سبق آموز، نصیحت آمیز، سوزشِ دل سے اثر انگیز اور زینۂ ہدایت ہے آپ کے شعری کلام کے دو مجموعے "فیضانِ محبت" اور "آئینۂ محبت" کے نام سے چھپ کر منصۂ شہود پر آچکے ہیں ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

بیرون ممالک اسفار

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ان ممالک میں تبلیغی اسفار فرمائے: بنگلہ دیش، برما، سعودی عرب، عرب امارات، برطانیہ، فرانس، ری یونین، ماریشس، ساؤتھ افریقہ، موزنبیق، ملاوی، زامبیا، امریکا، کینیڈا، کینیا، انڈیا، افغانستان۔

اندرون پاکستان اسفار

حیدرآباد، لاہور، پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان، ڈیرہ غازی خان، ملتان، بہاول نگر، چشتیاں، بہاول پور، رحیم یار خان، کوئٹہ، فیصل آباد، اسلام آباد، راولپنڈی۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ 500 با اثر مسلم رہنماؤں میں شامل

رائل اسلامک اسٹریٹیجک اسٹڈیز آف اردن کے تحت ۲۰۱۲ء کے اختتام پر جن 500 با اثر ترین مسلم رہنماؤں کی فہرست بنائی گئی ان میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی صوفی رہنما کے طور پر شامل تھا۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا وصیت نامہ

۲۰؍ربیع الاوّل ۱۴۲۰ھ بمطابق ۵ جولائی ۱۹۹۹ء

۱۔ الحمدللہ کہ یہ فقیر مقروض نہیں ہے۔

۲۔ اور میں یہ وصیت کرتا ہوں اپنے نفس کے لیے اور اپنے تمام اہلِ خاندان اور احباب کے لیے کہ ہر لمحۂ حیات اور انفاسِ زندگی اللہ تعالیٰ کی مرضیات پر فدا کریں اور ایک لمحہ بھی اللہ پاک کو ناراض کرکے کوئی حرام خوشی اپنے نفس میں نہ لائیں، اور اگر کبھی خطا ہوجائے تو توبہ استغفار اور اشکباری اور آہ وزاری سے اپنے مولیٰ کو خوش کریں۔

۳۔ تمام زندگی صحبت صالحین کا اہتمام لازم رکھیں اور اپنی مناسبت کے کسی مرشد کا سایہ اپنے سرپر رکھیں۔

۴۔ مالی معاملات میں تقویٰ کا نہایت اہتمام رکھا جائے اور اہلِ فتاویٰ سے مسائلِ شرعیہ میں رجوع لازم رکھیں۔

۵۔ میری تمام تصانیف کی اشاعت کا ہمیشہ اہتمام رکھا جائے تاکہ صدقہ جاریہ جاری رہے اور ہماری ذرّیات دینی خدمات میں تمام زندگی مصروف رہے۔

۶۔ جس شہر میں بھی انتقال ہو وہیں دفن کردیا جائے۔

۷۔ میری روح کو تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کا معمول اور دعائے مغفرت کا معمول رکھیں۔

۸۔ میری نمازِ جنازہ مولانا مظہر میاں سلمہٗ پڑھائیں۔

۹) جنازہ جلد دفن کیا جائے۔ سنت کے مطابق قبر میں سینہ قبلۂ رو ہو اور منہ دکھائی وغیرہ کی رسم سے احتیاط لازم رکھیں۔

مجلس اشاعۃ الحق کے بارے میں وصیت

میں محمد اختر ولد محمد حسین ناظم مجلس اشاعۃ الحق باہوش وحواس اپنے تمام اختیارات متعلقہ مجلس مذکور اپنے صاحبزادے مولانا قاری محمد مظہر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتاہوں۔ میری علالت ونقاہت کے سبب موصوف میرے (محمد اختر) تمام اہتمامی وانتظامی اُمور میں میری طرف سے مختار کل ہیں اور وہ مجلس اشاعۃ الحق کے تمام انتظامات اسی طرح سنبھالنے کے مجاز ہیں جس طرح سے کہ احقر کو حاصل ہیں، میں اپنی کمزوری اور طویل علالت کے سبب آں موصوف سلمہٗ کو اپنا قائم مقام بناتاہوں۔ یہ چند سطور بطور دستاویز وتوثیق نامہ تحریر کرتاہوں تاکہ دفتری کاموں میں یہ تحریر مولانا محمد مظہر صاحب سلمہٗ کے لیے کار آمد ثابت ہو۔

محمد اختر عفا اللہ عنہ

۹/ شوال المکرم ۱۳۹۶؁ھ بمطابق ۴/ اکتوبر ۱۹۷۶؁ء

ناظم آباد، کراچی

میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے آخری لمحات

۲۳ رجب المرجب ۱۴۳۴؁ھ بمطابق ۲ جون ۲۰۱۳؁ء بروز اتوار بعد نمازِ مغرب شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دارِ فانی سے کوچ فرماگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

ہر عاشقِ حق کی یہ تمنا رہی ہے کہ اس کی وفات اس دن ہو جس دن عاشق اعظم اور محبوب اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ چناں چہ سب سے پہلے یہ تمنا یارِ غار ومظہر قدوۃ الصدیقین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کی تھی جس پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "باب موت یوم الاثنین" (صفحہ ۱۸۶ بخاری جلد اوّل) قائم کیاہے یعنی پیر کے دن مرنے کی تمنا کرنا مستحب ہے، اور اس باب کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی تمنا ذکر فرمائی ہے۔ چناں چہ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ تمنا پوری ہوئی اور آپ کا انتقال پیر کے دن ہوا۔

۱۹۹۷ء میں میرے مربی و شیخ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہاول نگر تشریف لائے تو جامع مسجد نادر شاہ بازار میں فجر کے بعد بیان میں یہ بات ارشاد فرمائی کہ مولانا جلیل احمد کے والد مرحوم مولانا نیاز محمد ختنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پتا چلا ہے کہ وہ پیر کے دن مرنے کی تمنا رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تمنا پوری فرمادی، میں بھی یہ تمنا کرتا ہوں کہ میری موت بھی پیر کے دن ہو۔ اسی دن یہ یقین ہو چلا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس پیارے بندے کی مراد کو پورا فرمائیں گے۔

میرے مربی و شیخ اگرچہ ۲۰۰۰ء سے بستر علالت پر تھے اور اس حالت میں بھی آپ کا فیضان ہر طرح سے جاری و ساری تھا لیکن کچھ عرصہ سے بیماری شدت اختیار کرتی جا رہی تھی ہر پیر کے دن دل ڈرتا رہتا کہ کوئی غمناک واقعہ پیش نہ آجائے۔

بندہ چوں کہ کراچی سے ۷۰۰ کلو میٹر دور بہاول نگر کا رہائشی ہے، اس دوری کی وجہ سے ہمیشہ احساسِ محرومی رہتا تھا لیکن ان دنوں میں ہر وقت دل پر یہ غم چھایا رہتا کہ اس دوری میں حضرت شیخ کو کچھ ہو گیا تو یہ کسک کبھی بھی دل سے نہ جائے گی۔

۲۹/ مئی کو بیماری کی شدت کی اطلاع ملی تو رختِ سفر باندھا اور جمعرات ۳۰/ مئی کو کراچی حاضر ہو گیا۔ اگرچہ حضرت پر بار بار بیماری کا حملہ ہو رہا تھا لیکن جوں جوں پیر کا دن قریب آتا جا رہا تھا تو اندیشے بڑھتے جا رہے تھے۔ اس سے پہلے بھی حضرت شیخ اپنے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم محمد مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم سے کئی بار پوچھ چکے تھے "آج کون دن ہے" (یہ حضرت کا خاص انداز تھا) تو مولانا فرماتے: بدھ ہے یا جمعہ ہے جو بھی دن ہوتا، تو آپ نفی میں سر ہلا دیتے۔

بندہ اتوار کی صبح حضرت شیخ کی زیارت کر کے رہائش گاہ پر بہ غرض آرام آیا تو عصر کے بعد اطلاع ملی کہ حضرت کی حالت نازک ہوتی جا رہی ہے۔ فوراً خانقاہ حاضر ہوا خانقاہ میں ایک بہت بڑا مجمع ذکر و دعا میں مشغول تھا اور سب کے چہروں پر غم کی پرچھائیاں صاف نظر آرہی تھیں، خاموش آنسو بہہ رہے تھے۔ ایک دفعہ تو بندہ کو سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کریں پھر خانقاہ کے اندر سے بلاوا آیا، بندہ اندر حاضر ہوا، اندر سب دل گرفتہ اور پریشان تھے، حضرت

کو آکسیجن دی جارہی تھی، ڈاکٹر صاحبان اپنی پوری کوشش میں لگے ہوئے تھے بندہ نے حضرت کے سر کو دبانا اور سہلانا شروع کر دیا۔ حضرت مولانا محمد مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم اور ان کے صاحبزادگان مولانا ابراہیم میاں صاحب ،مولانا اسماعیل صاحب اور مولانا اسحاق صاحب آکسیجن تھیلی کے ذریعے حضرت کو سانس لینے میں مدد دے رہے تھے اور ان حضرات کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور سب لوگ گھٹی گھٹی آواز سے رو رہے تھے۔ بندہ نے گھڑی پر نظر کی تو پیر کے داخل ہونے میں بیس منٹ باقی تھے۔ دل کو کسی چیز نے پکڑ لیا۔ حضرت کی کھلی آنکھیں بھی گھڑی کی طرف تھیں اور دل نے کہا کہ حضرت پیر ہی کا انتظار کر رہے ہیں، حضرت کی آنکھوں سے ایک دو آنسو آپ کے گال پر لڑھک گئے جو بندہ نے ہاتھ سے پونچھ کر اپنے چہرے پر مل لیے اور شدتِ جذبات سے حضرت کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ سات بجکر بیس منٹ پر جب مغرب کی اذان ہوئی تو بندہ نے حضرت کے چند خدام کے ساتھ خانقاہ کے اندر ہی حضرت کے پاس باجماعت نماز پڑھ لی اور باقی حضرات مسجد چلے گئے۔ نماز پڑھ کر پھر دوبارہ بندہ حضرت کے سر کو دبانے اور سہلانے لگا تو سکرات کے آثار شروع ہوگئے اور سانسوں میں وقفہ ہونے لگا۔ حضرت کی پیشانی مبارک جو دبانے اور سہلانے سے خون کے اثر کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی اچانک نورانی ہونا شروع ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے زرد نورانی رنگ پھیل گیا۔

عاشقان زرد رو کی چشم نم میں صبح دم
ان کے جلوؤں کا یہ رنگ ارغوانی دیکھیے

(حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

اتنے میں حضرت کے صاحبزادے حضرت مولانا مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم مسجد سے مغرب کی نماز پڑھ کر واپس تشریف لے آئے تو حضرت آخری سانسوں پر تھے اور چند منٹ بعد پورے عالمِ اسلام کو یتیم چھوڑ کر عالمِ بالا کی طرف رحلت فرماگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ اور زرد نور پورے چہرے پر پھیل گیا اور ایک خاص اطمینان وسکون چہرے پر ہویدا ہوا جیسے تھکا مسافر اپنی منزل پر پہنچ گیا ہو۔ میں نے گھڑی پر نظر کی تو ۷ بجکر ۴۲ منٹ

تھے اور پیر کو داخل ہوئے ۲۲ یا۲۳ منٹ ہو چکے تھے۔اور خانقاہ کے اندر اور باہر آہ وبکا اور سسکیوں کی آوازیں گونج رہی تھیں اور لوگ ایک دوسرے سے لپٹ کر رورہے تھے، مجھے مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر یاد آرہا تھا۔

تو چناں خواہد خدا خواہد چنیں

می دہد یزداں مراد متقیں

تو جو چاہے گا وہی اللہ تعالیٰ چاہیں گے، اللہ تعالیٰ اپنے متقین بندوں کی مراد پوری فرماتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے بھی میرے شیخ کی مراد کو پورا فرمایا اور پیر کے دن موت عطا فرمائی۔

وفات کے وقت حضرت کے کمرہ میں یہ احباب موجود تھے: حضرت میر عشرت جمیل صاحب مدظلہ' بھائی مطہر محمود لاہوری صاحب، مولوی برکت اللہ صاحب بہاول نگری، حافظ ضیاء الرحمٰن صاحب امریکی، ڈاکٹر ایوب صاحب، بھائی فیروز میمن صاحب، ڈاکٹر امان اللہ صاحب ،ڈاکٹر عارف صاحب، ڈاکٹر عمر صاحب، ڈاکٹر اظہر صاحب، بھائی قمر الزمان صاحب (بنگلہ دیشی)، قاری احمد میاں تھانوی صاحب، خالد بھائی (نواسہ حضرتِ والا)، شعیب بھائی (نواسہ حضرتِ والا)، بھائی بلال صاحب، نور الزمان صاحب (بنگلہ دیشی)، بھائی عمران صاحب۔

بندہ عرض کرتا ہے کہ جمعہ کے دن کی موت خائفین کے لیے ہے اور پیر کے دن کی موت عاشقین کے لیے ہے۔

حضرت شیخ کو غسل دینے کی تیاری شروع ہوگئی اور اس بات کا اہتمام کیا گیا کہ ہر چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی سنت کے مطابق ہو۔چناں چہ غسل کی ذمہ داری حضرت کے پوتے مولانا اسحاق صاحب اور حضرت کے خدام حافظ ضیاء الرحمٰن صاحب، مولوی برکت اللہ صاحب، بھائی مطہر محمود صاحب پر عائد کی گئی اور ان کے تعاون کے لیے اور شرعی ہدایات کے لیے مفتی ارشاد احمد صاحب، مفتی غلام محمد صاحب اور بندہ کو مقرر کیا گیا۔ تقریباً ساڑے دس بجے حضرت کو غسل اور کفن دے کر خانقاہ میں زیارت کے لیے پہنچادیا گیا۔بندہ ان خدمات ولمحات کو اپنے لیے نجات کا ذریعہ سمجھتا ہے۔

۸ بجے صبح حضرت شیخ کا جنازہ جامعہ اشرف المدارس سندھ بلوچ سوسائٹی میں پہنچ گیا۔ کچھ دیر کے لیے جنازہ بڑی خانقاہ میں رکھا گیا جہاں آپ کی چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھے گئے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ کندھا دینے کی سعادت حاصل کرسکیں۔ ساڑھے آٹھ بجے جنازہ جنازہ گاہ میں لایا گیا۔ الحمدللہ! جنازہ کو کندھا دینے کی سعادت بندہ نے بھی حاصل کی۔

۹ بجے نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ ڈیڑھ لاکھ سے زائد افراد نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی اور ہزاروں افراد ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے نہ پہنچ سکے۔ یہ وہ جنازہ تھا جس میں پڑھنے والوں کی بخشش ہوجاتی ہے۔ جنازے میں آنے والے جہاں جنازے کا اجر لینے کے متمنی تھے وہاں اپنی بخشش کے بھی اُمیدوار تھے۔

وصیت کے مطابق حضرت کے صاحبزادے حضرت مولانا مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور سندھ بلوچ سوسائٹی میں حضرت کے وقف کردہ قطعہ زمین برائے قبرستان میں آپ کی تدفین کی گئی اور آپ کی تدفین کا عمل آپ کے پوتے حضرت مولانا محمد ابراہیم میاں صاحب اور مولانا اسماعیل صاحب اور مولانا اسحاق صاحب اور دیگر اعزاء اور خدام کے ذریعے انجام پایا اور حضرت شیخ کی وصیت کے مطابق آپ کے پورے جسم کا رخ قبر کے شرقی دیوار کے سہارے قبلہ رُو کردیا گیا اور یہی شرعی حکم اور سنت ہے، صرف چہرے کا قبلہ رخ کرنا کافی نہیں۔ سب سے پہلے تین لپ مٹی حضرت کے صاحبزادے نے ڈالی پھر بندہ نے یہ سعادت حاصل کی اور پھر دیگر حضرات نے۔

سورۂ بقرہ کے اوّل اور آخری رکوع حضرت کے پوتے حضرت مولانا محمد ابراہیم میاں اور مولانا اسماعیل صاحب نے تلاوت کیے اور آخری دعا کروانے کا حکم بندہ کو ہوا۔ سب نے قبلہ رو ہوکر دعا کی تقریباً ساڑھے دس بجے تدفین مکمل ہوئی اور قبرستان کو قبر کی زیارت کے لیے عام و خاص کے لیے کھول دیا گیا۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃً (آمین)

بہت روئیں گے کر کے یاد اہلِ میکدہ مجھ کو
شراب دردِ دل پی کر ہمارے جام و مینا سے

(حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

وفات کے بعد مبشراتِ منامیہ

بروز پیر کو حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین کے بعد احقر نے خواب دیکھا جس میں ایک آواز آئی لیکن بولنے والا نظر نہیں آیا۔ الفاظ یہ تھے:

"میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر قبر سے جنت البقیع لے گئے اور فرمایا کہ تم میرے ہمسائے میں رہو۔" اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ (فضلِ ربانی)

جس رات حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اس کی دوسری رات جب میں خانقاہ میں موجود تھا خواب دیکھا کہ خانقاہ میں سب احباب رو رہے ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم سب کی طرف دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں اور حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کو پکڑ کر نبض دیکھتے ہیں اور پھر سینے پر سر رکھتے ہیں اور رو پڑتے ہیں۔ حضرت مولانا مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم کو روتا دیکھ کر سب مزید رونا شروع ہو جاتے ہیں اتنے میں دیکھتا ہوں کہ حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ کو کہ کرسی پر تشریف رکھتے ہیں حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ بہت روشن ہوتا ہے اور سفید کرتا جو بہت چمک رہا ہوتا ہے زیب تن فرمایا ہوا ہوتا ہے، نیلے رنگ کی تہبند پہنی ہوتی ہے، مسکراتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بہت شان سے اور اطمینان سے چلتے ہوئے حضرت مولانا مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم جن کی پشت حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہوتی ہے حضرتِ والا اپنا سیدھا ہاتھ حضرت مولانا مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم کی کمر پر رکھتے ہوئے اور اس پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے فرماتے ہیں "ارے روتے کیوں ہو! میں تمہارے پاس ہی تو ہوں، مت روؤ۔ بس صبر کرو میرے بیٹے صبر کرو" اور حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح کھڑے ہوئے سب کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہیں اور حضرت مولانا مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم کی کمر پر ہاتھ پھیرتے رہتے ہیں اور مسکراتے رہتے ہیں۔ (فواد عالم)

سند الشیخ رحمہ اللہ للجامع الصحیح للبخاری رحمہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللّٰھم صلّ علی محمدنِ النبیّ الامّیّ وعلٰی اٰلہ وسلّم تسلیما

یقول العبد الفقیر جلیل احمد بن نیاز محمد الختنی الترکستانی رحمہ اللہ قال الشیخ الکبیر المصلح العظیم عارف باللہ الشاہ مولانا حکیم محمد اختر رحمہ اللہ حدثنا الشیخ مولانا عبد الغنی البھولبوری قال حدثنا الشیخ مولانا عبد الماجد الجونبوری رحمہ اللہ قالا حدثنا الشیخ شیخ الاسلام رشید احمد الجنجوھی رحمہ اللہ قال حدثنا الشیخ الشاہ عبد الغنیّ رحمہ اللہ المجددیُ قال حدثنا الشیخ الشاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ الدھلویُ قال حدثنا الشیخ عبد العزیزِ المحدثُ الدھلویُ رحمہ اللہ قال حدثنا امام التفسیر والحدیث الشاہ ولی اللہ المحدثُ الدھلویُ رحمہ اللہ قال أخبرنا الشیخ محمدُ بن ابراھیمَ الکردیُ المدنیُ رحمہ اللہ قال اخبرنا والدی الشیخُ ابراھیمُ الکردیُ قال قرأت علی الشیخ احمدَ القشاشی رحمہ اللہ قال اخبرنا احمدُ بن عبدِ القدوس الشناویُ رحمہ اللہ قال اخبرنا الشیخ محمدُ بن احمدَ بن محمدِ الرملیُ رحمہ اللہ عن الشیخ الزکریّا بن محمدِ الانصاریِ رحمہ اللہ قال قرأت علی الشیخ الحافظ احمدَ العسقلانی رحمہ اللہ عن الشیخ ابراھیمَ بن احمدَ التنوخیِ رحمہ اللہ عن الشیخ احمدَ بن ابی طالبِ الحجار رحمہ اللہ عن الشیخ الحسین بن المبارَکِ الزبیدیِ عن الشیخ ابی الوقتِ عبد الاول بن عیسٰی السجزیِ الھروی رحمہ اللہ عن الشیخ عبدِ الرحمٰن الداؤدیِ رحمہ اللہ عن الشیخ محمدٍ عبد اللہ بن احمدَ السرخسیِ رحمہ اللہ عن الشیخ محمدِ بن یوسفَ الفربَریِ رحمہ اللہ عن امیر المؤمنین فی الحدیث ابی عبد اللہ محمدِ بن اسماعیل بن ابراھیمَ البخاری رحمہ اللہ رضی اللہ عنہ وعنھم اجمعین

شجرہ سلسلہ چشتیہ

۱۔حبیبِ خدا سید الانبیاء راس الاتقیاء امام الاولیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۔شیر خدا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و کرم اللہ وجہہ ۳۔ شاہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ۴۔شاہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ ۵۔شاہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ ۶۔شاہ سلطان ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ ۷۔ شاہ حذیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۔شاہ ہُبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ ۹۔شاہ حاجی علو ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۔شاہ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۔شاہ ابو احمد ابدال رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۔شاہ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۔شاہ ابو یوسف ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۔شاہ قطب الدین مودود رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۔شاہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۔شاہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۔شاہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۔شاہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۔شاہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۔شاہ علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ ۲۱۔شاہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ ۲۲۔شاہ جلال الدین کبیر الاولیا رحمۃ اللہ علیہ ۲۳۔شاہ عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۴۔شاہ عارف رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۔شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۔ شاہ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۔شاہ جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ ۲۸۔شاہ نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ ۲۹۔ شاہ ابو سعید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ۳۰۔ شاہ محبّ اللہ الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ۳۱۔شاہ محمد مکّی رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۔ شاہ عضد الدین رحمۃ اللہ علیہ ۳۳۔شاہ عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ ۳۴۔شاہ عبد الباری رحمۃ اللہ علیہ ۳۵۔شاہ حاجی عبد الرحیم ولایتی رحمۃ اللہ علیہ ۳۶۔شاہ میاں جیو نور محمد رحمۃ اللہ علیہ ۳۷۔سید الطائفہ حضرت مولانا شاہ امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ۳۸۔ حکیم الامت مجدد ملت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ۳۹۔حضرت مولانا شاہ ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۔عارف باللہ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۴۱۔احقر جلیل احمد اخون عفی عنہ۔

شجرہ سلسلہ نقشبندیہ

۱۔حبیبِ خدا سید الانبیاء راس الاتقیاء امام الاولیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ۳۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ۴۔حضرت امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ ۵۔حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ۶۔حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ۷۔حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ۸۔حضرت خواجہ ابوالقاسم قشیری کرگانی رحمۃ اللہ علیہ ۹۔حضرت ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۔حضرت یوسف الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۔حضرت ابوالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۔حضرت محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۔حضرت محمود ابی الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۔حضرت عزیزانِ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۔حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۔حضرت سید عامر کلال رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۔حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۔حضرت علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۔حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۔حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ۲۱۔حضرت محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ ۲۲۔حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ ۲۳۔حضرت محمد واقف املنگی رحمۃ اللہ علیہ ۲۴۔حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۔حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۔حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۔حضرت خواجہ محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ۲۸۔حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ ۲۹۔حضرت خواجہ ضیاء اللہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ۳۰۔حضرت خواجہ شاہ محمد آفاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۳۱۔مجددِ وقت حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۔مولانا سید بدر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۳۔مولانا شاہ محمد احمد پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ ۳۴۔عارف باللہ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۳۵۔احقر جلیل احمد اخون عفی عنہ۔

اوراد و معمولات

۱۔ ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک رات جب بارش ہو رہی تھی اور سخت اندھیرا تھا ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے ہوئے نکلے، پس ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پالیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہو میں نے عرض کیا: کیا کہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھ لیا کر یہ تجھے ہر چیز کے لیے کافی ہو جائے گی۔[۴]

سورۃ الاخلاص تین مرتبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

سورۃ الفلق تین مرتبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

---

۴ جامع الترمذی: ۱۹۸/۲، باب فی دعاء النبی وتعوذہ فی دبر کل صلوٰۃ، ایچ ایم سعید / سنن ابی داؤد: ۳۳۷/۲، باب ما یقول اذا اصبح، ایچ ایم سعید

سورۃ الناس تین مرتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِکِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰہِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ الۡخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

۲۔ ترجمہ حدیث: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص صبح و شام سات مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے ہر غم کے لیے کافی ہو جائیں گے۔

حَسۡبِیَ اللّٰہُ ۫ۖ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ ہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۵﴾

(سات مرتبہ)

ترجمہ: میرے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے جس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں، اس پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

۳۔ ترجمہ حدیث: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح کو تین مرتبہ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ السَّمِیۡعِ الۡعَلِیۡمِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ پھر سورۂ حشر کی آخری تین آیات ایک بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیتے ہیں جو شام تک اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر اس دن اسے موت آگئی تو وہ شہید مرے گا اور شام کو پڑھے تو اس کو بھی یہی درجہ حاصل ہو گا یعنی ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے اور اس رات میں مر گیا تو شہید مرے گا۔[۶]

پہلے اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ السَّمِیۡعِ الۡعَلِیۡمِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ تین مرتبہ پڑھے پھر سورۂ حشر کی آخری تین آیات ایک بار پڑھے۔

---

۵ سنن ابی داؤد: ۴/۸۲، ۴۸۲ (۵۰۸۳)، باب یقول اذا اصبح، دار الکتب العربی، بیروت

۶ جامع الترمذی: ۲/۱۲۰، باب من ابواب کتاب فضائل القرآن، ایچ ایم سعید

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۴﴾

صلوٰۃ تنجینا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَ الْاٰفَاتِ وَ تَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَ تُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئٰاتِ وَ تَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَكَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَ تُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیَاتِ وَ بَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اس درود شریف کی برکات بے شمار ہیں اور ہر طرح کی وباؤں اور بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے اور قلب کو عجیب وغریب اطمینان حاصل ہوتا ہے۔بزرگوں کے مجربات میں سے ہے۔

سحر سے حفاظت

فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَ یُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ؑ

سوءِ قضاء اور جهد البلاء سے حفاظت کی دعا

ترجمہ حدیث: حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! پناہ مانگو سخت ابتلاء سے اور بد بختی کے پکڑ لینے سے اور ہر اس قضاء سے جو تمہارے لیے مضر ہو اور دشمنوں کے طعن و تشنیع سے۔

ک یونس: ۸۱-۸۲

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ جَھۡدِ الۡبَلَاءِ وَدَرۡكِ الشَّقَاءِ وَسُوۡءِ الۡقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الۡاَعۡدَاءِ[۸]

(دعا سات بار پڑھے)

سید الاستغفار

حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سید الاستغفار یعنی سب سے اعلیٰ استغفار یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرے:

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ رَبِّیۡ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ خَلَقۡتَنِیۡ وَاَنَا عَبۡدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھۡدِكَ وَوَعۡدِكَ مَا اسۡتَطَعۡتُ، وَاَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شَرِّ مَاصَنَعۡتُ اَبُوۡءُ لَكَ بِنِعۡمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوۡءُ بِذَنۡبِیۡ فَاغۡفِرۡلِیۡ فَاِنَّهٗ لَا یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اَنۡتَ[۹]

ایک جامع دعا

ایسی جامع دعا جس میں ۲۳ سالہ ادعیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ أَسۡاَلُكَ مِنۡ خَیۡرِ مَاسَاَلَكَ مِنۡهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَی اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شَرِّ مَا اسۡتَعَاذَكَ مِنۡهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَی اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ وَاَنۡتَ الۡمُسۡتَعَانُ وَعَلَیۡكَ الۡبَلَّاغُ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ

---

۸ صحیح البخاری:۲/۹۳۹(۶۳۸۱)،باب التعوذ من جھد البلاء،المکتبۃ المظھریۃ

۹ صحیح البخاری:۲/۹۳۳(۶۳۰۹)،باب افضل الاستغفار،المکتبۃ المظھریۃ

معمولات برائے سالکین

١۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ایک سوبار یا تین سو بار یا پانچ سو بار۔

طریقۂ ذکر

لَآ اِلٰهَ پر ہلکا دھیان کریں کہ میری لَآ اِلٰهَ عرش اعظم تک پہنچ گئی ہے اور اِلَّا اللهُ پر سوچیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور میرے دل میں داخل ہو رہا ہے، نور کا ایک ستون عرش سے میرے دل تک لگا ہوا ہے جس سے نور آرہا ہے (ہلکا سا دھیان کافی ہے) ''مشکوٰۃ شریف'' کی حدیث ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ لَيْسَ لَهَا حِجَابٌ دُوْنَ اللهِ[1]

ترجمہ: لا الٰہ الا اللہ اور اللہ تعالیٰ میں کوئی حجاب اور پردہ نہیں ہے۔

٢۔ اللہ اللہ ایک سو بار یا تین سو بار یا پانچ سو بار، پہلے اللہ پر جَلَّ جَلَالُہٗ کہنا واجب ہے۔

یہ سوچیں کہ ایک زبان منہ میں ہے اور ایک زبان دل میں ہے، زبان اور دل دونوں سے بیک وقت لفظ اللہ نکل رہا ہے (ہلکا سا دھیان کافی ہے) دماغ پر زور نہ ڈالیں۔

٣۔ استغفار ایک سو بار یا تین سو بار یا پانچ سو بار۔

٤۔ درود شریف ایک سو بار یا تین سو بار یا پانچ سو بار۔

طریقہ درود شریف

درود شریف پڑھتے ہوئے یہ سوچیں کہ میں روضۂ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوں اور روضۂ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کی بارش ہو رہی ہے جس کے چھینٹے مجھ پر بھی پڑ رہے ہیں۔ یہ مختصر درود شریف بھی پڑھ سکتے ہیں صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

---

[1] جامع الترمذی: ۱۹۱/۲، باب بعد بیان باب عقد التسبیح بالید، ایچ ایم سعید۔ ذکرہ بلفظ دون اللہ حجاب- مشکوٰۃ المصابیح: ۲۱/۲ (۲۳۱۳)، باب ثواب التسبیح والتحمید، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

۵۔ تلاوتِ قرآن مجید

۶۔ مناجاتِ مقبول ایک منزل روزانہ۔

۷۔ بہشتی زیور کا ساتواں حصہ یا حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”روح کی بیماریاں اور ان کا علاج“ کا مطالعہ کریں۔

معمولات برائے خواتین

۱۔ سُبْحَانَ اللہ تین سو بار ۲۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ایک سو بار ۳۔ استغفار ایک سو بار ۴۔ درود شریف ایک سو بار ۵۔ تلاوتِ قرآن شریف ۶۔ مناجاتِ مقبول ایک منزل روزانہ ۷۔ بہشتی زیور کا ساتواں حصہ یا حضرت حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”روح کی بیماریاں اور ان کا علاج“ کا مطالعہ کریں۔

نوٹ: تحمل سے زیادہ وظائف پڑھنا سخت مضر ہے لہٰذا جب تھکاوٹ محسوس ہو فوراً وظیفہ بند کردیں اور جس قدر آسانی سے وظیفہ پڑھ سکیں اتنا ہی کافی ہے اور چھ گھنٹے سونا (دن رات میں ملا کر) ضروری ہے۔ نیند کم آئے تو فوراً طبیب سے رجوع کریں اور وظیفہ ملتوی کریں ورنہ خشکی بڑھ جائے گی۔

۞ ۞ ۞ ۞

انجامِ حُسنِ فانی

کسی گُلفام کو کفنا رہا ہوں
جنازہ حُسن کا دفنا رہا ہوں

لگانا دِل کا ان فانی بُتوں سے
عبث ہے دل کو یہ سمجھا رہا ہوں

ملفوظات

طبیعت کا بندہ اور اللہ تعالیٰ کا بندہ

ارشاد فرمایا کہ جب حسینوں کی شکل بگڑ جاتی ہے تو پھر کیوں جاں نثاری اور وفاداری نہیں کرتے، پھر کیوں بھاگتے ہو۔ جب چمک دمک تھی تو دیکھ رہا تھا اور جب چمک دمک ختم ہو گئی تو اب بغلیں جھانک رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ طبیعت کا بندہ ہے اللہ تعالیٰ کا بندہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سچا بندہ وہ ہے کہ طبیعت لاکھ چاہے کہ اس کو دیکھ لو اور وہ پھر یہی کہے کہ ؎

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے انہیں ہر گز نہ دیکھیں گے
کہ جن کو دیکھنے سے رب میرا ناراض ہوتا ہے

نظر کی حفاظت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ[1]

اے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجیے ایمان والوں سے کہ اپنی نظروں کو نیچا رکھیں لہٰذا گناہ سے بچنے میں پوری ہمت سے کام لو۔ گناہ سے بچنے کی طاقت اور ہمت اگر خدا نہ دیتا تو واللہ! مسجد میں قسم کھا کر کہہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ فرض ہی نہ کرتا، اگر انسان اپنی نظر کی حفاظت پر قادر نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی نظر بچانے کا حکم نہ فرماتے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہیں، آنکھوں پر یہ پلکوں کا پردہ اسی لیے دیا ہے کہ جہاں کہیں ایسی شکل نظر آئے فوراً یہ پردہ پلکوں کا آنکھوں پر ڈال لو۔

[1] النور: ۳۰

نفس کا ایک کید

ارشاد فرمایا کہ یہ عنوان نفس و شیطان کا ایک کید ہے کہ آدمی یوں کہتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ! آج مجھ سے بڑی نالائقیاں ہو گئیں بڑی خطائیں ہو گئیں حالاں کہ خطا ہوئی نہیں ہے تم نے کی ہے، اس عنوان میں چالاکی ہے کہ اللہ میاں ہم نے خطا کی نہیں ہم سے خطا ہو گئی، لہٰذا یوں کہنا چاہیے کہ اے اللہ تعالیٰ! نالائقی ہوئی نہیں ہم نے نالائقی کی ہے، نالائقی ہوتی نہیں ہے کی جاتی ہے، اس لیے میری خود کردہ نالائقیوں کو، خطاؤں کو، گناہوں کو آپ معاف فرمادیجیے۔

مدتِ صحبت باشیخ

حضرت شیخ نے صحبت کے بارے میں حضرت شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ بیان فرمایا کہ صحبت اس وقت مفید ہوتی ہے جب ایک خاص مدت تک ہو اور مسلسل ہو اور وہ چالیس دن ہے جس طرح مرغی اکیس دن تک مسلسل اپنے انڈوں کو سیتی ہے تب جا کر انڈوں میں حیات پیدا ہوتی ہے پھر مرغی کو انڈے توڑنے نہیں پڑتے بچے خود توڑ کر باہر آجاتے ہیں اسی طرح انسان جب چالیس دن تک مسلسل کسی اللہ والے کے پاس رہے تو حیاتِ ایمانی پیدا ہو گی اور وہ انسان نفس کے خول سے خود باہر آجاتا ہے اور گناہوں کی زنجیروں کو خود توڑ دیتا ہے۔

تقویٰ کے معنیٰ

ارشاد فرمایا کہ تقویٰ کس چیز کا نام ہے؟ گناہ کا تقاضا ہو جی چاہے کہ حسینوں کو خوب دیکھ لوں اور ان سے خوب باتیں کروں لیکن دل کے چاہنے پر عمل نہ کر کے غم اٹھالے، زخمِ حسرت کھالے، خونِ تمنا کر لے، اس کا نام تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے معنیٰ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دل میں گناہ کا خیال بھی نہ آئے۔ تقویٰ کہا جاتا ہے کَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْھَوٰی یعنی نفس کو خواہشاتِ نفسانی سے روکنا۔ اگر دل میں خواہشات ہی پیدا نہیں ہوں گی تو کس چیز کو روکو گے۔ جب دل ہی نہ چاہے گا تو کیا خاک تقویٰ ہو گا اور پھر مجاہدہ ہی کہاں رہا، تقویٰ اس کا نام ہے جس پر ابھی ابھی یہ شعر ہوا ہے کہ ؎

دل چاہتا ہے حسن کو میں جھوم کے چوموں
پر خوفِ خدا سے نہیں چوموں گا میں ہر گز

احساسِ ندامت

ارشاد فرمایا کہ نجات کا کوئی راستہ نہیں سوائے اس کے کہ اپنی زندگی کی ہر سانس کو مجرمانہ سمجھتے ہوئے دربارِ الٰہی میں معترفانہ، مستغفرانہ، نادمانہ، تائبانہ آؤ اور ناجیانہ اور فائزانہ جاؤ۔

عاشقِ مولیٰ اور عاشقِ لیلیٰ میں فرق

فرمایا کہ عاشقِ لیلیٰ کے جوتے پڑتے ہیں اور عاشقِ مولیٰ کے جوتے اٹھائے جاتے ہیں۔ کتنا بڑا فرق ہے۔

غیر اللہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نہیں مل سکتا

ارشاد فرمایا کہ جس کے دل میں مرنے والوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں، یعنی مرنے والوں کا عشق اور مرنے والوں کی محبت کی گندگی ہے اس دل میں اللہ تعالیٰ کیسے آئیں گے۔ اگر کسی کمرہ میں مردہ لاشیں پڑی ہوئی ہوں آپ اس کمرے میں مہمان ہونا پسند کریں گے ؟ تم تو معمولی لطافت رکھتے ہو، عبد اللطیف ہو کر اس کمرے میں نہیں رہ سکتے جہاں کوئی مردہ لیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو حقیقی لطیف ہے وہ کسی ایسے دل کو کیسے اپنا گھر بنا سکتے ہیں جو مُردوں کا گھر ہے، مردوں کی محبت جس میں گھسی ہوئی ہے۔

قربِ حق کی لذتِ غیر محدود

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی غیر محدود عظمتوں کو اور غیر محدود لذتوں کو ہماری محدود لغت کیسے بیان کر سکتی ہے؟ لغت کچھ دیر تو ساتھ دیتی ہے اس کے بعد الفاظ ہاتھ جوڑ لیتے ہیں کہ اس کے آگے بیان سے ہم قاصر ہیں جس طرح سدرۃ المنتہٰی پر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا تھا کہ اس کے بعد اگر ایک بال برابر بھی آگے جاؤں گا تو جل جاؤں گا۔

جب یہ مقام آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت کو الفاظ و لغت بیان کرنے سے قاصر اور مجبور ہو جاتے ہیں اس وقت اختر آہ و زاری اشکباری اور گریہ وزاری کرنے لگتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ! الفاظ تو قاصر ہو گئے آپ اپنے نام کی لذت و حلاوت ہمارے دلوں میں ڈال دیجیے پھر کسی الفاظ و لغت کی ضرورت نہ ہو گی۔

سایۂ مرشد نعمتِ عظمیٰ ہے

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ جب کراچی سے ہردوئی تشریف لے جانے لگے اس وقت میں نے حضرتِ والا کو یہ شعر سنایا ؎

شیخ رخصت ہوا گلے مل کے
شامیانے اجڑ گئے دل کے

حضرتِ والا خوش ہو گئے اور احقر کو تنہائی میں بلا کر ایک نعمت دے کر چلے گئے جو میں نہیں بتاؤں گا۔ حضرت میر صاحب نے عرض کیا کہ اگر حضرتِ والا بتادیں تو ہم لوگوں کو فائدہ پہنچ جائے گا تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرتِ والا نے میرے اسفار پر پابندی لگادی تھی وہ بحال فرمادی۔ اور پابندی لگانا بھی شیخ کی شفقت ہے۔ حضرتِ والا نے دیکھا کہ میرے خلیفہ کو ساری دنیا میں بلایا جارہا ہے ایسا نہ ہو کہ اس کے دل میں عجب پیدا ہو جائے۔ شیخ کی شفقت کبھی گوارا نہیں کرتی کہ میرا مرید ہلاک ہو جائے اسی لیے کبھی ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے اور کبھی تحریر و تقریر پر پابندی لگا دیتا ہے۔ لیکن یہ شعر سن کر حضرتِ والا کو یقین ہو گیا کہ جو شیخ کا عاشق ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ضایع نہیں کرتا۔ ضایع وہی لوگ ہوئے جن کے سر پر کوئی بڑا نہیں تھا۔ جس کار پر کسی کا پاؤں نہ ہو یعنی کار کا کوئی ڈرائیور نہ ہو وہ جہاں تک سیدھا راستہ ہو گا جائے گی۔ لیکن جہاں موڑ آئے گا وہیں ٹکرا جائے گی۔ جن کی گردن پر کسی شیخ کا پاؤں نہیں تھا وہ کچھ دور تک تو صحیح چلے لیکن کہیں جاہ کے کہیں باہ کے موڑ پر تصادم کر بیٹھے اور پاش پاش ہو گئے۔ خود بھی تباہ ہوئے اور جو اُن کے ساتھ تھے وہ بھی تباہ ہوئے۔ جاہ اور باہ کے موڑوں پر شیخ ہی مرید کو سنبھالتا ہے۔

(ماخوذ از انعامات ربانی)

تقویٰ کے دو فائدے

ارشاد فرمایا کہ تقویٰ کے دو فائدے ہیں:

۱۔ تقویٰ ہی سے ولایت ملتی ہے جس کا طریقہ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ [۱۲] یعنی اہلِ تقویٰ کی صحبت ہے۔

۲۔ تقویٰ کی برکت سے پورے عالم میں چین سے رہے گا۔

ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے

حضرت شیخ نے علماء کو خطاب کرتے ہوئے آخر میں فرمایا کہ میری پوری زندگی کا نچوڑ ہے کہ پانچ کام کرلو ولی اللہ بن جاؤ گے اور فرمایا کہ میں نے علماء کے لیے ان پانچ کاموں کا وزن بھی باب مفاعلہ پر رکھا ہے:

۱) اہل اللہ کی مصاحبت ۲) ذکر اللہ پر مداومت ۳) گناہوں سے محافظت ۴) اسبابِ گناہ سے مباعدت ۵) سنتوں پر مواظبت

نفس کا تیل

ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک شخص سے پوچھا کیا کام کرتے ہو؟ اس نے کہا میں تیل نکالتا ہوں سرسوں کا تیل، بادام کا تیل، تلی کا تیل، چنبیلی کا تیل وغیرہ نکالتا ہوں۔ میں نے کہا کبھی نفس کا تیل بھی نکالا ہے؟ کہنے لگے یہ تیل کیسے نکلے گا؟ میں نے کہا کہ یہ پیر و مرشد نکالے گا۔ اور جب نفس کا تیل کوئی نکال دیتا ہے اور نفس مٹ جاتا ہے اور گناہوں کی عادت سے توبہ کرلیتا ہے تو اس روغن سے اولیائے اللہ پیدا ہوتے ہیں مگر یہ تیل نکالنے کے لیے اولیاء اللہ کی صحبت کی ضرورت ہوتی ہے یہ کولہو میں نہیں نکلتا۔

۱۲؎ التوبة:۱۱۹

بد نظری کی سزا

ارشاد فرمایا کہ ہر گناہ سے دل اللہ تعالیٰ سے تھوڑا سا ہٹتا ہے مثلاً ۵،۴ ڈگری ہٹ گیا اور پھر توبہ کر کے رخ اللہ تعالیٰ کی طرف درست کر لیا لیکن بد نظری کرنے سے دل کا پورا قبلہ بدل جاتا ہے۔ ۱۸۰ ڈگری کا انحراف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف پشت اور قلب کا رخ مکمل اس حسین کی طرف ہو جاتا ہے۔ اگر نماز میں ہاتھ باندھے کھڑا ہے اس وقت بھی دل کے سامنے وہ حسین شکل ہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ سے اتنی دوری کسی گناہ سے نہیں ہوتی جتنی بد نظری سے ہوتی ہے۔

اللہ والوں کی صحبت کا اثر

ارشاد فرمایا کہ ہر زمانے میں شمس تبریز اور رومی ہوتے ہیں اور ہر زمانے کا شمس تبریز الگ ہوتا ہے، اگر مجنوں کو اس زمانے کا کوئی کامل مل جاتا تو اس کے عشقِ لیلیٰ کو عشقِ مولیٰ سے تبدیل کر دیتا۔

میراث میں لڑکے کے ڈبل حصہ کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میراث میں لڑکے کا حصہ لڑکی کی نسبت ڈبل رکھا اور وہ اس لیے کہ لڑکے پر ڈبل ذمہ داری ہوتی ہے ایک اپنی ذات کی اور دوسرے اپنی بیوی بچوں کی ذمہ داری۔ جبکہ لڑکی پر اپنی ذات کی ایک ذمہ داری ہوتی ہے اس کے روٹی کپڑے اور مکان کی ذمہ داری بذمہ شوہر ہے اس لیے اس کا حصہ ایک رکھا گیا۔ بعض علماء نے کہا کہ عمر بھر میراث پڑھائی لیکن یہ نکتہ آج سمجھ میں آیا۔

شیطان کا دھوکا

ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کو یہ دھوکا دیتا ہے کہ تمہارا ولی اللہ بننا مشکل ہے لہٰذا توبہ نہ کرو کیوں کہ تمہاری توبہ پھر ٹوٹ جائے گی لہٰذا ایسی توبہ اور بیعت سے کیا فائدہ؟ تو یاد رکھو کہ توبہ ٹوٹ جانے کے خوف سے توبہ نہ کرنا نادانی ہے کیوں کہ اگر ایک لاکھ بار توبہ ٹوٹ

جائے تو ہم گناہ کرتے کرتے تھک سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ معاف کرتے کرتے نہیں تھک سکتا۔ توبہ کی قبولیت کے لیے اتنا کافی ہے کہ توبہ کرتے وقت توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو۔

نام لینے کے بہانے

ارشاد فرمایا کہ اسلام پورا محبت کے محور پر ہے۔ دیکھیے کوئی نعمت مل گئی تو کہو الحمدللہ، کوئی اچھی چیز نظر آئی تو ماشاء اللہ، کوئی تعجب کی بات ہوئی تو سبحان اللہ، اوپر چڑھو تو کہو اللہ اکبر، نیچے اترو تو کہو سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نے ہر وقت اپنا نام لینے کے ہمیں بہانے عطا فرمائے ہیں، یہی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے عاشقی چاہتے ہیں، جیسے کوئی اپنے پیارے کو ہر وقت پاگلوں کی طرح یاد کرتا ہے تم لوگ بھی ہمیں ہر وقت یاد کرو۔

اہل اللہ کے ساتھ جڑنے کا نفع

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی صحبت سے اور ان سے جڑے رہنے سے اوّل تو بہت بڑے ولی اللہ ہو جاؤ گے لیکن اگر نفس کی نالائقی سے کسی سے گناہ نہیں چھوٹتے تو بھی اللہ والوں کو نہ چھوڑو، ان کی صحبت میں پڑے رہو اس کا یہ انعام ملے گا کہ مرتے وقت اللہ تعالیٰ اپنی مدد بھیجیں گے اور اپنی محبت کو غالب کر کے نفس کو مغلوب کر کے توبہ کی توفیق دے کر ایمان کے ساتھ اٹھالیں گے۔ اگر کاملین میں سے نہ ہوئے تو تائبین میں سے ضرور ہو جاؤ گے اور یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ والوں کی صحبت کا یہ ادنیٰ اثر ہے۔

اللہ والوں کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ولی اللہ کا جسم تو عام لوگوں کی طرح ہوتا ہے لیکن اس کے دل میں جو محبتِ الٰہی کا موتی ہوتا ہے اس کی وجہ سے اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ لکڑی کے ایک بکس میں دس بچوں کے پیشاب پاخانے کے کپڑے رکھے ہیں اور لکڑی کے اسی جیسے بکس میں دس کروڑ کا موتی رکھا

ہے تو کیا دونوں بکسوں کی قیمت ایک جیسی ہوگی؟ اہل اللہ کے جسم میں ایک دل ہے جس میں تعلق مع اللہ کا قیمتی موتی ہوتا ہے اس کی وجہ سے ان کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہوجاتے ہیں۔

کام نہ کرنے پر اُجرت

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کوئی فیکٹری والا بغیر کام کے اجرت نہیں دیتا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کام نہ کرو اور ولی اللہ بن جاؤ یعنی ایسے کام نہ کرو جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہوں۔

غلط راستے سے معرفتِ الٰہی

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے لکھا کہ میں صورتیں (غیر محرم عورتیں اور خوبصورت اَمرد) دیکھ کر معرفت حاصل کرتا ہوں۔ تو حضرت نے فرمایا وہ معرفت مردود ہے جو نافرمانی کے راستے سے آئے۔ پھر حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں لِیَعْبُدُوْن کی تفسیر لِیَعْرِفُوْن فرمائی[۱۳] یعنی عبادت کی تفسیر معرفت سے کی ہے لیکن معرفت کو اللہ تعالیٰ نے عبادت سے کیوں تعبیر کیا؟ اس لیے کہ وہ معرفت معتبر ہے جو عبادت کے ذریعے سے آئے۔

مجلس میں بیٹھنے کے آداب

ارشاد فرمایا کہ مجلس میں جب جگہ ہو تو قریب بیٹھے۔ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آگ دور سے نظر آتی ہے لیکن گرمی اسے محسوس ہوگی جو قریب ہو۔ جو قریب بیٹھے گا اس کو نفع زیادہ ہوگا۔ بدون ضرورت دینی مجلس میں ٹیک لگا کر نہ بیٹھے البتہ جو بوڑھے کمزور ہیں وہ سہارا دیوار کا یا تکیہ کا لگا سکتے ہیں۔

---

[۱۳] روح المعانی: ۲۷/۲۵، الذّٰریٰت (۵۶)، دار احیاء التراث، بیروت

حسن کا شکریہ

کسی نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ کل جمعہ میں مولانا جلیل احمد صاحب چودہویں کے چاند لگ رہے تھے تو اس پر حضرت نے فرمایا کہ حسن کا شکریہ یہ ہے کہ حسن کو معصیت میں استعمال نہ کرے۔ حضرت نے محبت سے مولانا کو شاہ چاند میاں کا لقب بھی عطا فرمایا۔

سنتِ توجہ

ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے توجہ کی درخواست کی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ دعا کرتا ہوں جو طریقِ سنت ہے اور اسی لیے معروف توجہ سے افضل ہے کیوں کہ طریقِ نبوت ہے اور سنت ہے جو کہ راہِ جنت ہے، اس لیے دعا کرتا ہوں، کہ دعا ایک سانس میں مخلوق کو خالق سے ملا دیتی ہے اس میں توجہ بھی خود بہ خود ہو جاتی ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ لوگ چاہ رہے ہیں ورنہ ہم اس کرم کے قابل نہیں بلکہ کرم بھی ان کے کرم کی وجہ سے ہے، شعر

آپ چاہیں ہمیں یہ کرم آپ کا
ورنہ ہم چاہنے کے تو قابل نہیں

محبتِ شیخ

ارشاد فرمایا کہ حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بانیٔ جامعہ اشرفیہ لاہور نے اپنے شیخ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ جنت میں جاؤ گے یا شیخ کی مجلس میں تو میں آپ کی مجلس کو ترجیح دوں گا۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیخ کے ساتھ ایسی ہی عقیدت ہونی چاہیے کہ ہمارے پیر کی مجلس جنت سے افضل ہے۔ پھر اس کی شرح فرمائی کہ جنت کا تقابل اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ سے نہیں ہے بلکہ چوں کہ شیخ کو اللہ تعالیٰ کے لیے اختیار کیا جاتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ اور جنت کا تقابل ہے اگر اللہ تعالیٰ بلائے کہ ادھر آؤ اللہ تعالیٰ کا دیدار کر لو تو بتاؤ کوئی اس وقت جنت میں جائے گا یا اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑے گا؟ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑے گا۔

اہلِ محبت کی صحبت

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کا عاشق بننا چاہے وہ اہلِ محبت کے پاس زیادہ رہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ والوں کے پاس سونے والا بھی محروم نہیں ہوتا جس طرح رات کی رانی کے درخت کے پاس کوئی شخص سو جائے تو نیند میں بھی اس کا دماغ معطر ہو جاتا ہے حالاں کہ وہ جاگا نہیں تھا تو پھر اللہ والوں کے پاس سونے والا کیسے محروم ہو سکتا ہے۔

دریائے قرب

ارشاد فرمایا کہ مومن کی روح مچھلی ہے اور قربِ الٰہی کا دریا اس کا ٹھکانہ ہے، مومن کی روح کو چین دریائے قرب ہی میں آسکتا ہے اور دریائے قرب سے دور ہو کر مومن کی روح تڑپتی رہتی ہے۔ میری زندگی کا پہلا شعر یہ ہے؎

دردِ فرقت سے مرا دل اس قدر بے تاب ہے
جیسے تپتی ریت میں اِک ماہی بے آب ہے

کام چور نوالہ حاضر

ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو کھاتے ہیں لیکن اس کی فرماں برداری نہیں کرتے تو ان کا نام ہے ’’کام چور نوالہ حاضر‘‘

دلِ تباہ اور دردِ دل

ارشاد فرمایا کہ دل کی حسرتوں اور آرزوؤں کا خون کرتے رہو تب دردِ دل پیدا ہو گا۔ جب دل کی حرام خوشیوں کو برباد کر لوگے تو اللہ تعالیٰ ایسے دل کو آباد کرتا ہے۔ جو دل کی ناجائز بات نہ مانے اور اللہ تعالیٰ کی بات مان لے، خدا کے قانون کو نہ توڑے اپنا دل توڑ لے تو ٹوٹے ہوئے دل کو اللہ تعالیٰ اپنا گھر بنا لیتے ہیں اور اس کے قلب میں قرب کی وہ تجلی عطا فرماتا ہے جو حاصلِ خانقاہ ہے ؎

میکدے میں نہ خانقاہ میں ہے

جو تجلی دلِ تباہ میں ہے

کیوں کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ اپنی تجلیاتِ خاصہ کے ساتھ متجلی ہوتا ہے اس لیے اس دلِ شکستہ میں ایسا نشہ ہوتا ہے جو سلاطینِ عالم نے خواب میں بھی نہیں دیکھا۔

میر میرے دلِ شکستہ میں

جام و مینا کی ہے فراوانی

ہزار خونِ تمنا ہزارہا غم سے

دلِ تباہ میں فرماں روائے عالم ہے

یہ شعر بھی میرے ہیں۔ پھر فرمایا کہ۔

دوستو دردِ دل کی مسجد میں

درد دل کا امام ہوتا ہے

اللہ والوں کی محبت

ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعاؤں میں پہلے اللہ تعالیٰ کی محبت طلب کی پھر اللہ والوں کی محبت طلب کی اور پھر نیک اعمال کی محبت طلب کی۔ حضرت سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ والوں کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور نیک اعمال کی محبت کے درمیان میں ذکر کیا ہے اس لیے کہ اللہ والوں کی محبت سے دونوں محبتیں ملتی ہیں۔

تمام عالم کے اولیاء اللہ کی دعائیں لینے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ کعبہ شریف اور مسجدِ نبوی اور سارے عالم میں اولیاء اللہ جو دعائیں مانگ رہے ہیں وہ آپ کو یہاں وطن میں مل جائیں گی اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ ایک مٹھی داڑھی رکھ لیں اور پاجامہ لنگی ٹخنہ سے اوپر رکھیں اور سر پر انگریزی بال نہ رکھیں اور بڑی بڑی

مونچھیں نہ رکھیں باریک کرالیں تو آپ کی وضع صالحین کی ہوگئی۔ اب سارے عالم کی دعائیں بلادرخواست آپ کو ملیں گی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ہر ولی اللہ نماز میں التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللہِ الصَّالِحِیْنَ پڑھے گا۔ جس کے معنیٰ ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! ہم کو سلامتی عطا فرما اور پورے عالم میں جتنے صالحین بندے ہیں ان کو بھی سلامتی عطا فرما۔

عشقِ مولیٰ کا پیٹرول

ارشاد فرمایا کہ انسان میں مادّۂ عشق بہ منزل سنکھیا کے ہے، اگر اس کو کچا استعمال کیا جائے تو ہلاکت کا سبب ہے اور اگر کشتہ کرکے کھایا جائے تو ذریعۂ تندرستی و توانائی ہے اسی طرح اس مادّۂ عشق کو اگر لیلیٰ کے لیے استعمال کیا جائے تو سببِ مصیبت اور بربادی ہے اور اگر عشق کو مولیٰ کے لیے استعمال کیا جائے تو سبب قرب اور بلندی ہے۔ مادّۂ عشق تو پیٹرول ہے اگر اس کو غلط استعمال کیا تو یہ بت خانہ لے جائے گا اور اگر صحیح استعمال کیا تو کعبہ شریف پہنچا دے گا اگر عشق کو غلط استعمال کیا تو لیلاؤں کی مردہ لاشوں پر فدا ہو جائے گا اور صحیح استعمال اللہ تعالیٰ تک پہنچائے گا اور یہ پیٹرول خون آرزوئے حرام اور خون حسرت سے پیدا ہوتا ہے جب گناہ کا تقاضا ہو حسینوں کو دیکھنے کو دل چاہے تو دل کا خون کرلے تو ایک اسٹیم پیدا ہوگی جس سے بندہ اللہ تعالیٰ تک اڑ جاتا ہے۔

مرید ہونے کا مقصد

ارشاد فرمایا کہ مرید ہونے کا مقصد کیا ہے؟ اور پیر کی صحبت کیوں ضروری ہے؟ اس مقصد کو قرآن مجید نے بیان فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ رہو اگر تقویٰ اختیار نہ کیا تو بندے تو رہو گے لیکن گندے رہو گے، لہٰذا ہر قسم کا گناہ چھوڑ دو، ولی اللہ بن جاؤ گے ورنہ دوستی کے قابل نہ رہو گے حرام خوشیاں حاصل کرنا گدھا پن ہے مالک کو ناخوش کرنا کمینہ پن ہے اگر گناہ نہیں چھوڑنا ہے تو اس کے رزق کو ہاتھ نہ لگاؤ ورنہ جس کا کھاؤ اس کا گاؤ۔

گناہ کے تقاضے

تقویٰ تو گناہ کے تقاضوں پر ملے گا کیوں کہ تقویٰ نام ہے کَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْهَوٰی کہ نفس کو روکنا حرام خواہشوں سے، خواہشیں پیدا ہوں گی تو روکی جائیں گی اگر کوئی شخص جنگل میں رہتا ہے اس میں ہویٰ ہے ہی نہیں تو متقی کیسے بنے گا اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ [۱۴] کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ پھر فرمایا ؎

نہیں ناخوش کریں گے رب کو تیرے کہنے سے اے دل
اگر یہ جان جاتی ہے تو خوشی سے جان دے دیں گے

شیخ سے استفادہ میں لاپروائی

ارشاد فرمایا کہ جو بیٹا باپ کی زندگی میں نہیں کماتا بلکہ باپ کی کمائی پر تکیہ کرتا ہے تو اسے باپ کے مرنے کے بعد پچھتانا پڑتا ہے اس طرح جو مرید شیخ پر تکیہ کرتے رہتے ہیں جب شیخ فوت ہو جاتا ہے تو پھر انہیں ہوش آتا ہے لیکن پھر کچھ نہیں ہو سکتا ؎

اڑ گئی چڑیا رہ گیا پر ہاتھ میں

اس لیے شیخ کی زندگی میں تزکیہ کروالو۔

اچانک نظر سے بھی احتیاط

اچانک نظر اور غیر شعوری نظر بازی سے بھی بچو، یہ بھی نقصان دہ ہے، جس طرح کوئی گلاب جامن میں جمال گوٹا ڈال دے تو گناہ تو نہ ہو گا لیکن ہگنا تو پڑے گا پھر فرمایا کہ سفر میں ذکر میں مشغول رہو اور آنکھیں بند رکھو، جس کو مولیٰ کا سہارا حاصل نہیں وہ لیلیٰ کا سہارا لیتا ہے۔

ندامت کے آنسو

ارشاد فرمایا کہ جب آندھی چل رہی ہو تو کچھ نہ کچھ کپڑا گندا ہو ہی جاتا ہے لہٰذا اسے جلد

---

[۱۴] شرح السنة للبغوی: ۲/۳۷۰ (۴۸۴) باب فضل القعود فی المسجد لانتظار الصلوٰۃ: المکتبة الاسلامیة بیروت

ہی دھونا چاہیے، دھلا ہوا پہن لے، اس طرح اپنی آبرو بچا سکتا ہے اس طرح اس زمانے میں بے پردگی بہت ہے، تصاویر بہت زیادہ ہیں، اونچے درجے کا ولی ہی اپنی آنکھیں بند کرکے رکھے گا۔

ایک مضمون سکھلاتا ہوں جس سے روح مجلّٰی اور مصفّٰی رہے گی کہ ندامت کے ساتھ استغفار کرتے رہو، اس سے معافی ہوتی رہے گی اور اس کی ضمانت یہ ہے کہ اگر معاف کرنا نہ ہوتا تو اِسْتَغْفِرُوْا کا حکم نہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی سکھلا دیا کہ ربّا کہہ کر معافی مانگ لو اور اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا[۱۵] کہہ کر دلیل بالائے دلیل دے دی۔ یہ جملہ خبریہ فی معرض تعلیل ہے۔

مومن کی منحوس گھڑی

حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ مؤمن کی وہ گھڑی بڑی منحوس ہے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے۔

دل کا مزاج اور ہماری ذمہ داری

ارشاد فرمایا کہ دل کا مزاج لٹکنا ہے، یہ کہیں نہ کہیں لٹکے گا، اس کی دلیل بخاری شریف کی حدیث قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ[۱۶] کہ وہ شخص عرش کے سائے تلے ہوگا جس کا دل مساجد سے لٹکا ہوا ہوگا۔ جب گھر سے لٹکے گا تو گھر والے کے ساتھ کس قدر تعلق ہوگا، لہٰذا اللہ والوں کے ساتھ جڑ جاؤ۔ شیخ کی خدمت اللہ تعالیٰ کی خدمت ہے۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ کو دیکھنا گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ہے۔ یہ باتیں انہیں سمجھنا آسان ہے جو عشق مجازی کی چوٹ کھا چکے ہیں یا اس کا ذوق رکھتے ہوں پھر ان کا عشق، عشقِ الٰہی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

حضرت میر عشرت جمیل صاحب مدّظلہ کا بندے کے بارے میں حسن ظن

حضرت میر عشرت جمیل صاحب مدظلہ نے بندہ سے فرمایا کہ آپ کی مثال تو اس شعر کی ہے ؎

---

[۱۵] نوح: ۱۰

[۱۶] صحیح البخاری: ۹۱/۱، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ، المکتبۃ المظہریۃ

لِیْ حَبِیْبٌ اَنَّہٗ یَشْوِی الْحَشَا
لَوْیَشَاءُ یَمْشِیْ عَلٰی عَیْنِیْ مَشَا

ترجمہ: میرا ایک دوست ہے جو میرے دل کو جلاتا ہے، اگر وہ میری آنکھوں پر چلنا چاہے تو چل سکتا ہے۔

شیخ سے نفع کی شرط

ارشاد فرمایا کہ شیخ سے نفع کے لیے جہاں شیخ سے عشق و محبت شرط ہے وہاں ایک شرط یہ بھی ہے کہ غیر شیخ کو مت چاہو، اگر غیر شیخ عالم ہے یا مفتی ہے تو اس سے مسائل تو ضرور پوچھو لیکن اس کی مجلس میں مت جاؤ، یہ محبت اور غیرت کے خلاف ہے۔ شیخ زندہ ہو تو دوسروں کے پاس مت بیٹھو۔ ایک کٹ آؤٹ ہونا چاہیے تاکہ پاور ہاؤس سے پوری بجلی ملے۔ دوسروں کے پاس جانے کو دل چاہنا شیخ سے محبت کی کمی کی علامت ہے۔

حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے شیخ سے تعلق

ارشاد فرمایا کہ پھولپور (الٰہ آباد) میں میری تعلیم کے زمانے میں بڑے بڑے جلسے ہوتے تھے لیکن میں کسی جلسے میں نہیں جاتا تھا بلکہ اپنے شیخ کے پاس رہتا تھا اور مجھے ایسے لگتا تھا جیسے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں، مجھے یہ بات نہ تو کسی نے سمجھائی تھی اور نہ ہی شیخ نے بتلائی تھی لیکن ؎

محبت خود سکھا دیتی ہے آدابِ محبت

جب میں مڈل پڑھ رہا تھا تو گاؤں والے ایک شعر پڑھتے تھے ؎

اللہ اللہ کیا مزہ مرشد کے مے خانے میں ہے
دونوں عالم کا مزہ بس ایک پیمانے میں ہے

شیخ سے تعلق میں نیت

ارشاد فرمایا کہ شیخ اور پیر و مرشد سے اللہ تعالیٰ کو حاصل کرنے کا ارادہ بھی کرو جیسا

کہ قرآنِ مجید نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ[۱۷] وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو مراد بناتے ہیں۔ اگر دل میں اللہ تعالیٰ کا ارادہ نہیں تو دل خالی ہے اور خالی گھر میں ہر ایک گھس جاتا ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو صاحب نسبت نہیں وہ پاگل کتے کی طرح ہے جو اِدھر اُدھر دیکھتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس جل جلالہٗ

ارشاد فرمایا! کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مرغوب ہے اور بندے راغب ہیں اور اس کی دلیل قرآن میں اِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ[۱۸] کہ اپنے رب کی طرف رغبت کرو، اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قول ہے رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ[۱۹] کہ مجھے آپ کے راستے کے جیل خانے زیادہ محبوب ہیں۔ میں نے مراد آباد میں حضرت مولانا شاہ پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ مضمون پیش کیا کہ اس آیت پر جس کے راستے کے جیل خانے محبوب ہیں بلکہ احب ہیں ان کے راستے کے گلستان کیسے ہوں گے؟ حضرت پرتاب گڑھی سن کر مست ہو گئے۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اللہ تعالیٰ کا راستہ ایسے نظر آتا ہے جیسے آفتاب۔ بندے کے لیے اکیلا مولیٰ کافی ہے، قرآنِ مجید کا ارشاد ہے کہ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ[۲۰]

مرید کی محرومی

ارشاد فرمایا کہ بعض مرید شیخ کے ساتھ بھی رہتے ہیں، ذکر بھی کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو نہ پاسکے اس لیے کہ سَمِعْنَا ہے لیکن اَطَعْنَا نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کا قلب غیر اللہ سے اور مخلوق سے بھرا ہوا ہے۔

---

۱۷ الکھف:۲۸

۱۸ الانشراح:۸

۱۹ یوسف:۳۳

۲۰ الزمر:۳۶

عشاقِ الٰہی کی قیمت

حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیتِ مبارکہ وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَ الۡعَشِیِّ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ[۲۱] نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تھے فوراً ان لوگوں کی تلاش میں نکلے جن کے ساتھ بیٹھنے کا حکم ہوا تھا، یہ کیسے بڑے لوگ تھے جن کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر یعنی بیٹھنے کا حکم ہوا؟ یہ اغیار نہیں بلکہ یار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں اور عشاق میں بھی بیٹھنے کا حکم دیا جارہا ہے۔

میری زندگی کا حاصل میری زیست کا سہارا
تیرے عاشقوں میں جینا تیرے عاشقوں میں مرنا

عشاق کی مراد ذاتِ الٰہی

یَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ اور یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ سے معلوم ہوا کہ نبوت کا فیض دو چیزوں پر موقوف ہے ایک ذکرِ الٰہی اور دوسری اللہ تعالیٰ کی ذات کو مقصود بنانا۔ اور یُرِیۡدُوۡنَ فعل مضارع ہے جو حال اور استقبال دونوں پر دلالت کرتا ہے کہ حالاً بھی اللہ تعالیٰ مراد ہو اور استقبالاً بھی اللہ تعالیٰ مراد ہو، اسی طرح نائبینِ رسول اور اہل اللہ کا فیض بھی مریدین متبعین کو ان ہی دو باتوں کی وجہ سے ملے گا، اگر کوئی سالک صورتوں پر مر رہا ہے تو پھر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کیسے مراد ہو سکتا ہے۔

عاشقوں کی ایک اور علامت

قرآن مجید نے عاشقوں کی ایک اور علامت بھی بیان فرمائی کہ یَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضۡوَانًا[۲۲] کہ عشاق ہر وقت مرضیاتِ الٰہیہ کو تلاش کرتے رہتے

۲۱؎ الکھف:۲۸

۲۲؎ الفتح:۲۹

ہیں۔ گناہ کی حسرت کرنے والا بھی نمک حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے جو گناہ سے منع فرمایا ہے کیا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ظلم سمجھتا ہے عزمِ تقویٰ کے ساتھ رہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کافی ہے وَلَا یَرُوْغُ رَوْغَانَ الثَّعَالِبِ[۲۳] لومڑیوں والی چال استعمال نہ کرو بلکہ شیر بنو، لہٰذا شیخ کا صحبت یافتہ ہونا کافی نہیں بلکہ فیض یافتہ ہونا ضروری ہے۔

حقیقی دولت مند

جس دل میں مولیٰ ہے وہ کس قدر دولت مند ہے، مولیٰ جب دل میں آئے گا تو تخت و تاج بکتے نظر آئیں گے، نسبت کا ایک وزن ہوتا ہے کیوں کہ جس شاخ پہ میوہ آتا ہے وہ شاخ جھک جاتی ہے، نسبت شیخ کی ہو یا نسبت مع اللہ کی ہو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جسے نسبت حاصل ہو جاتی ہے اس کی پہلی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ مخلوق سے محبت کرنا شروع کر دیتا ہے، اکرام کرنے لگتا ہے، مخلوق کی خطائیں معاف کرنے لگتا ہے، اس کے دل میں عظمتِ الٰہیہ پیدا ہو جاتی ہے۔

وعظ و نصیحت میں نیت

ارشاد فرمایا کہ ناصح اور واعظ اپنے وعظ اور نصیحت میں رضائے الٰہی کے ساتھ اپنے استفادہ کی بھی نیت کرے۔ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ ربّانی ہے:

وَّ ذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ[۲۴]

نصیحت مومنین کے لیے مفید ہے، تو نصیحت کرنے والا بھی مومن ہے، جسے نصیحت سے فائدہ نہیں ہو رہا وہ اپنے ایمان پر نظر کرے یا تو منافق ہے یا اس کا ایمان کمزور ہے ورنہ یہ آیتِ مبارکہ نصیحت سے یقیناً نفع ہونے کو بتلا رہی ہے۔ حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی روحانی بیماری میں مبتلا ہو تو اس کے بارے میں کثرت سے وعظ و نصیحت کرے۔

۲۳؎ روح المعانی: ۱۲۰/۲۴، حٰمٓ السجدۃ (۳۰)، دار احیاء التراث، بیروت
۲۴؎ الذّٰریٰت: ۵۵

گناہ اور نیکی کا ثمرہ

ارشاد فرمایا کہ ہر گناہ دوسرے گناہ کو پیدا کرتا ہے اور ایک نیکی دوسری نیکی کا سبب بنتی ہے۔ پھر فرمایا کہ شیطان تاخیرِ توبہ کا وسوسہ ڈالتا ہے یہ بے غیرتی ہے۔ اور فرمایا کہ گناہ کے ساتھ ذکر اللہ کا نفع تو ہو گا لیکن کافی نہیں ہو گا۔

زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا کی حدیث کا محمل

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس حدیثِ مبارکہ پر اشکال ہوا زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا[۲۵] کہ کبھی کبھی ملاقات کرو محبت بڑھے گی۔ یہ اشکال ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو ہر وقت ساتھ رہتے تھے تو اس کا جواب علامہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا کہ۔

نیست زرغبًّا وظیفہ عاشقاں
سخت مستسقی است جانِ صادقاں

نیست زرغبًّا وظیفہ ماہیاں
ز آنکہ بے دریا ندارند انس جاں

زُرْ غِبًّا جو ہے یہ عاشقوں کا طور طریقہ نہیں، وہ تو بمنزلہ مچھلی کے ہوتے ہیں جو بغیر دریا کے نہیں رہ سکتی۔

نسبت مع اللہ اور تکبّر

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ نسبت مع اللہ اور کبر کبھی جمع نہیں ہو سکتے اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ قرآنِ مجید میں اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً کہ جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہو جاتے ہیں تو اَفْسَدُوْهَا اس کو برباد کر دیتے ہیں

---

[۲۵] کنزالعمال:۳۰/۹(۲۴۷۷۸)،مؤسسۃ الرسالۃ

وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً[۲۶]

اور وہاں کے بڑے لوگوں کو ذلیل وخوار کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جب کسی دل میں آتے ہیں تو اس میں جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے دشمن کبر، ریا وغیرہ ہوتے ہیں ان کو گرفتار فرما لیتے ہیں۔

صدیق کی تعریف

ارشاد فرمایا کہ علامہ آلوسی نے صدیق کی تین تعریفیں فرمائی ہیں اور ایک تعریف اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی:

پہلی تعریف: جس کے قول اور حال میں فرق نہ ہو۔

دوسری تعریف: جس کا باطن ظاہری حالات سے متأثر نہ ہو۔

تیسری تعریف: جو دونوں جہاں اپنے محبوب کی خوشی پر فدا کر دے۔

یہ تین تعریفیں تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہیں، اور چوتھی تعریف جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی کہ جو ایک سانس بھی اللہ تعالیٰ کی نامرضیات میں مشغول نہ ہو، اگر کبھی غلطی ہو جائے تو انہیں رو رو کر منا لے۔

ادب پر حضرت شیخ کا واقعہ

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم جب حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے میں پڑھتے تھے تو ہمیں ایک عمر رسیدہ استاد فارسی پڑھاتے تھے جو حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے تھے، ان کی تفہیم اچھی نہیں تھی یعنی وہ بات نہیں سمجھا پاتے تھے لیکن ہم طلباء نے کبھی ان کی شکایت نہیں کی اور یہ اسی کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مثنوی شریف کی شرح لکھوا دی۔ جب ایک مرتبہ میں ہندوستان گیا تو استاد کی زیارت کے لیے حاضر ہوا ان کی خدمت میں مثنوی شریف کی شرح پیش کی تو انہوں نے دیکھ کر فرمایا کہ تم نے کہیں اور سے بھی فارسی پڑھی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت صرف آپ سے پڑھی ہے اور یہ اسی کی برکت ہے۔

---

[۲۶] النمل: ۳۴

ماں باپ، استاد اور شیخ کی خدمت

ارشاد فرمایا کہ ماں باپ، استاد اور شیخ کی خدمت رائیگاں نہیں جاتی دنیا میں بھی اس کا فیض ملتا ہے۔ اگرچہ طبعی محبت بھی نعمت ہے لیکن جو محبت اطاعت کے ساتھ ہوتی ہے اس کا نفع کامل ہوتا ہے۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ مرید کا معنیٰ ہے مفقود الارادہ، اس میں ہمزہ سلب کا ہے جس کا اپنا کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔

بندے کے خواب کی تعبیر

حضرتِ والا نے احقر کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ مولانا جلیل نے باوجود مولوی ہونے کے مجاہدہ مالی اور جانی کیا ہے، مجھے ان کی ہمت پر حیرت ہے۔ بندہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے گیارہ سال کے بعد اولاد کی نعمت سے نوازا ہے اور لڑکا عطا فرمایا ہے، بچے کی ولادت کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے کہ شکرانے کے طور پر بیت اللہ کی زیارت کرو۔ بندہ اس خواب کے بعد حرمین شریفین کے سفر کے لیے کوشش کرتا رہا لیکن اسباب نہ بن پائے لیکن جب آپ کے سفر برما اور بنگلہ دیش کا سنا تو بہت زور کا داعیہ پیدا ہوا اور اسباب بھی مہیا ہو گئے۔

حضرتِ والا نے کچھ دیر توقف کے بعد فرمایا کیا آپ فرض حج کر چکے ہیں؟ بندے نے عرض کیا جی ہاں! تو حضرتِ والا نے فرمایا کہ نفلی حج میں بیت اللہ شریف کی برکت حاصل ہوتی ہے لیکن اہل اللہ کے پاس اللہ تعالیٰ ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ بیت اللہ سے افضل ہے۔ یہ سن کر بندے کو بہت تسلی ہوئی اور اس طرح خواب کی تعبیر پوری ہوئی۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ نسبتِ اولیائے صدیقین عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کی تعریف

ارشاد فرمایا کہ جب سات سمندروں کا پانی اور پورے عالم کے درختوں کے قلم اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو نہ لکھ سکے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمتوں کی تعریف سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور شہداء کے خون سے لکھوائی اور جو سر کٹا نہ سکے انہوں نے اپنے خونِ آرزو سے ثبوت

پیش کیا جو وہ اپنی حسرتوں کو پامال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی عظمتوں کی تعریف ان کے خونِ آرزو سے لکھوادیتا ہے یہ بھی قیامت کے دن شہداء کی صف میں کھڑے ہوں گے۔

صحبت یافتہ عالم اور غیر صحبت یافتہ عالم کی مثال

ارشاد فرمایا کہ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ غیر صحبت یافتہ عالم کی مثال کچے کباب کی سی ہے جس سے قے اور متلی ہوگی، بزرگوں کی باتیں تو نقل کرے گا لیکن اس میں خوشبو نہ ہوگی، اور صحبت یافتہ تلے ہوئے کباب کی طرح ہے کہ جس کی خوشبو ہر سو پھیلے گی۔ پھر ارشاد فرمایا کی اگر علماء دردِ دل حاصل کرلیں تو تین علماء بنگال کے لیے کافی ہیں۔ کسی اللہ والے کے پاس ۴۰ دن لگاؤ اور ہمتِ تقویٰ حاصل کرو۔

اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کا انعام

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے:

سَبۡعَۃٌ یُّظِلُّھُمُ اللہُ فِیۡ ظِلِّہٖ یَوۡمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ

سات اشخاص کا قیامت کے دن عرش کے سائے تلے ہونے کا ذکر ہے ان میں ایک دو لوگ وہ ہیں جن کے بارے میں فرمایا وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللہِ اِجۡتَمَعَا عَلٰی ذٰلِکَ وَتَفَرَّقَا عَلَیۡہِ [۲۷] جو اللہ تعالیٰ کے لیے دوسرے سے محبت کرتا ہے۔ لہٰذا محبت کرو، چھوٹی چھوٹی باتوں سے دل چھوٹا نہ کرو۔ میں کہتا ہوں جہاں سایہ ہوگا وہاں حساب نہ ہوگا جہاں حساب ہوگا وہاں سایہ نہ ہوگا۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے تلے بلا کر دوزخ میں ڈال دیں گے، یہ نہیں ہوسکتا۔

بینک کی نوکری

ارشاد فرمایا کہ بینک کی نوکری حرام ہے۔ بینک کی ترقی پر کسی کو مبارک باد نہ دو ورنہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوجائے گا۔ یہ ترقی تو جمعدار کی ترقی ہے۔

۲۷؎ صحیح البخاری: ۹۱/۱، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلٰوۃ، المکتبۃ المظھریۃ

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شان

ارشاد فرمایا کہ میں اس شیخ کا غلام ہوں کہ ایک رئیس نے ان کی دعوت کی جب حضرت دستر خوان پر بیٹھ چکے تو اس نے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت نے اپنی لاٹھی جس کا نام عبد الجبار رکھا ہوا تھا، سرسوں کے تیل میں ڈوبی رہتی تھی، اٹھائی اور ایک لگائی وہ رئیس گر پڑا، اسے نوکر اٹھا کر اندر لے گئے اور دروازہ بند کر دیا اور حضرت بھی خانقاہ چلے آئے بعد میں جب وہ رئیس مرنے لگا تو حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر معافی مانگی۔

زاہدانہ مزاج اور عاشقانہ مزاج کا فرق

ارشاد فرمایا کہ چوکنے رہو اور اور دل میں حرام لذت نہ گھسنے دو جس طرح جہاد میں ہوشیار اور چوکنا رہتے ہیں۔ ایسی فرماں برداری ہو گی تو اللہ تعالیٰ ملتے ہیں۔ جگر کے استاد اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

جانِ مشتاق مری موج حوادث کے نثار
جس نے ہر لحظہ دیا درسِ محبت مجھ کو

زاہدانہ مزاج کا تقویٰ معمولی ہوتا ہے اور عاشقانہ مزاج کا تقویٰ زیادہ ہوتا ہے بشرطیکہ عاشقانہ مزاج فاسقانہ نہ ہو۔

درود شریف کا ٹکٹ

ارشاد فرمایا کہ یہ سرکاری دعا ہے لہٰذا سرکار میں مقبول ہو گی لیکن درود شریف کا ٹکٹ ضروری ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دعا میں درود شریف پڑھا کرو ورنہ اوپر نہ جائے گی۔

اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَاِنَّ صَلٰوۃَ النَّبِیِّ مُجَابٌ قَطْعًا[۲۸]

درود شریف یقینی مقبول ہے، لہٰذا دعا کے آگے اور پیچھے لگالو، وہ مالک کریم ہے جو درود شریف قبول کرلے گا تو دعا بھی قبول کرے گا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

علماء کی فضیلت

ارشاد فرمایا کہ تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ علما کی جماعت کو جنت میں جانے سے روک دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ میدانِ محشر میں اپنے دوستوں کو بھی لے کر آؤ کیوں کہ جنت میں داخلے کے بعد کسی کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ ایک عالم کتنے لوگوں کو جنت میں لے جاسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جتنے آسمان کے ستارے۔

اہل اللہ کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ بخاری شریف میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والوں کے بارے میں حدیث ہے جس کے آخر میں یہ جملہ ہے:

لَا یَشْقٰی بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ[۲۹]

ان کے پاس بیٹھنے والا شقی اور بدبخت نہیں ہوسکتا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

اِنَّ جَلِیْسَهُمْ یَنْدَرِجُ مَعَهُمْ فِیْ جَمِیْعِ مَا یَتَفَضَّلُ اللّٰهُ بِهٖ عَلَیْهِمْ[۳۰]

ان کے پاس بیٹھنے والے اللہ تعالیٰ کی نظر میں ان ہی میں شمار کیے جاتے ہیں۔

---

۲۸ ردالمحتار: ۲/۲۳۳، باب صفۃ الصلٰوۃ، دار عالم الکتب، ریاض

۲۹ صحیح البخاری: ۲/۹۴۸ (۶۴۴۳)، باب فضل ذکر اللہ تعالٰی، المکتبۃ القدیمیۃ

۳۰ فتح الباری: ۱۱/۲۱۳، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، دار المعرفۃ، بیروت

نااُمیدی کفر ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نااُمیدی کو کفر قرار دیا کہ اگر میری رحمت سے نااُمید ہو گئے تو دوزخ میں ڈال دوں گا تو گویا اپنی محبت اور رحمت کا اُمیدوار بنا رہے ہیں اگر نااُمید ہی رکھنا ہوتا تو اُمید کو فرض قرار نہ دیتے اور نااُمیدی کو کفر قرار نہ دیتے۔

اللہ تعالیٰ کی اشد محبت

ارشاد فرمایا کہ کان پور میں مجھ سے مفتی منظور صاحب جو کہ میرے دوست ہیں، سوال کیا کہ اگر تاجر تجارت میں دل نہ لگائے تو تجارت کیسے چلے گی؟ اگر کسان کھیتی باڑی میں دل نہ لگائے تو کھیتی کیسے ہو گی؟ تو پھر اللہ تعالیٰ کی محبت اور ان کی محبت کو کیسے جمع کیا جا سکتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ غلط ہے کہ دنیا کو لات مارو، بلکہ سب سے محبت کرو لیکن اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرو۔ مال سے محبت ہونا انسان کی فطرت ہے جیسے قرآنِ مجید میں ہے:

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ[۳۱]

انسان مال کی شدید محبت رکھتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے بارے میں قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ[۳۲]

ایمان والے اللہ تعالیٰ سے اشد محبت کرتے ہیں۔

اسی کو جگر مراد آبادی مرحوم نے بیان کیا ؎

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگرؔ
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

۳۱؎ العٰدیٰت:۸

۳۲؎ البقرۃ:۱۶۵

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا جملہ خبریہ لانے کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اشد محبت کو جملہ خبریہ سے فرمایا ہے حکم نہیں فرمایا، اس لیے کہ جب اسے پہچان لیں گے تو خود محبت ہو جائے گی کیوں کہ کوئی حسین یہ نہیں کہتا کہ مجھ سے محبت کرو بلکہ محبت خود ہو جاتی ہے، جن کا ایمان درست ہو گا ان کو خود بخود اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جائے گی، اگر محبتِ الٰہی کمزور ہے تو یہ ایمان کے کمزور ہونے کی علامت ہے، یہ ناقص مؤمن ہے کامل مؤمن نہیں ہے۔

حضرت شیخ کا بندے کے بارے میں حسنِ ظن

حضرتِ والا نے بندے سے فرمایا کہ تم بڑی قربانی کر کے آئے ہو اور ماشاء اللہ میری باتیں نقل کر رہے ہو، یہ شدید تعلق کی علامت ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اعظم گڑھ کے ہال میں پانچ خلفاء تھے حضرت خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت مولانا وصی اللہ خان صاحب، حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۔ حضرت خواجہ مجذوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہو رہا تھا اور یہ حضرات سن رہے تھے حالاں کہ خواجہ صاحب عالم بھی نہ تھے تو شاہ ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت خواجہ صاحب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی بات لفظ بلفظ نقل کرتے تھے اور شیخ کے بہت عاشق تھے۔

اہل اللہ سے بدگمانی

ارشاد فرمایا کی بعض لوگ علم قلیل کی وجہ یا محبت سے محرومی کی وجہ سے جلد دین کے خادموں کے ساتھ بدگمان ہو جاتے ہیں۔ حضرت حکیم الامت فرماتے تھے بدگمانی کے دو اسباب ہیں: ۱۔ قلتِ علم ۲۔ قلتِ محبت۔

اگر محبت ہے تو کم علمی نقصان دہ نہیں ہے۔ اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے اہلِ محبت پر اعتماد ہوتا ہے اہلِ عقیدت پر اعتماد نہیں ہوتا کیوں کہ عقیدت خایۂ خر (گدھے کے خصیے) کی طرح ہے، کبھی خوب ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی غائب ہو جاتے

ہیں، اہلِ محبت ساری زندگی وفا کرتے ہیں جبکہ اہلِ عقیدت بدگمان ہو جاتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے مرتدین کے مقابلے پر اہل محبت کو ذکر فرمایا کیوں کہ وہ ہمیشہ باوفا رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کا نام

ارشاد فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کا نام رکھا ہے عاشق کیف و مستی ناواقف انتظام بستی۔

بدنظری کا وبال

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نظر کی حفاظت پہ حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے تو بدنظری پر حلاوت سلب کر لی جائے گی لہٰذا بدنظری کر کے قرآن شریف کی تلاوت کرے گا تو بے کلی و بے چینی پائے گا۔ پھر فرمایا کہ بدنظری سے تین منٹ کا حرام مزہ ملتا ہے اور ۲۳ گھنٹے اور ۵۷ منٹ عذاب ملتا ہے جبکہ نظر بچانے پر تین منٹ کی حسرت ملتی ہے اور باقی وقت عیش و عشرت ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا وبال

ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتے ہیں تو مخلوق میں اس کی محبوبیت ختم کر دی جاتی ہے اس لیے رضامندی پر سَیَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا [۳۳] کا وعدہ ہے جب ناراض ہوتے ہیں تو اس کا عکس کر دیا جاتا ہے۔ اس شخص کا بولنا، سننا، قلب و قالب سب بے کیف ہو جاتا ہے، قوتِ ذائقہ بھی بے کیف ہو جاتی ہے پورا عالم بے کیف ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کی قیمت بتلائی وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكۡبَرُ [۳۴] اس میں رِضۡوَانٌ کی تنوین برائے تقلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی خوشی بھی بہت عظیم ہے تو پھر اس اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی ناراضگی بھی عظیم ہے۔

۳۳؎ مریم: ۹۶

۳۴؎ التوبۃ: ۷۲

گناہ گار کے آنسو کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گناہ گار کے آنسوؤں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس لیے عظمت ہے کہ جب بادشاہ کسی دوسرے ملک سے کوئی موتی منگواتا ہے تو اس کی قدر و قیمت زیادہ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں عالمِ جبروت میں آنسو نہیں ہیں اس لیے دنیا سے منگوائے جاتے ہیں۔ یہ بات مجھ سے میرے شیخ حضرت مولانا پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی۔ اور بزرگوں سے سنی ہوئی بات کتابوں سے افضل ہے کہ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں قَالَ خَلِيْلِيْ وَ صَفِيِّيْ صَاحِبُ هٰذِهِ الْحُجْرَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [۳۵] صرف کتب کا حوالہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ قطب کا حوالہ بھی دیا کرو۔

حضرت شیخ کی وجدانی کیفیت

ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مجھے اپنی محبت کی کیفیت دیتا ہے تو بادشاہوں کے تخت و تاج بکتے ہوئے، چاند و سورج ماند ہوتے ہوئے، حسینوں کا نمک جھڑتا ہوا نظر آتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اختر پہ زمین و آسمان کے خزانے برسادے تو پورے عالم میں خانقاہیں، مساجد و مدارس بنوادے، علماء کے قرضے ادا کردے ان کے مکانات بنوادے، فیکٹریوں میں ان کے شیئرز رکھوادے تاکہ وہ کسی کے محتاج نہ رہیں۔

دوزخ اور اعمالِ دوزخ سے پناہ مانگنا

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص دوزخ سے تو پناہ مانگتا ہے لیکن اعمالِ دوزخ سے پناہ نہیں مانگتا تو عبث ہے اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی دعا اُمّت کو تلقین فرمائی جس میں جنت اور اعمالِ جنت دونوں کو مانگا گیا ہے اور دوزخ اور اعمالِ دوزخ دونوں سے پناہ مانگی گئی ہے، وہ دعا یہ ہے:

۳۵؎ المستدرك على الصحيحين للحاكم: ۴/۲۷۷ (۷۶۳۲)، كتاب التوبة والانابة، دار الكتب العلمية، بيروت

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْهَا[۳۶]

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں جنت کا اور ان اعمال کا جو جنت سے قریب کر دیں، اور میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے اور ان اعمال سے جو دوزخ سے قریب کر دیں۔

اس دعا میں پورا دین مانگا گیا ہے اس لیے کہ پہلے حصے میں سب معروفات آ گئے اور دوسرے میں سب منکرات آ گئے۔

نیک اعمال کی توفیق

ارشاد فرمایا کہ نیک اعمال کی توفیق بھی اہلِ توفیق کی صحبت سے ملتی ہے۔ جب اہل اللہ کے تذکرے سے رحمت نازل ہوتی ہے جبکہ وہ خود وہاں موجود نہ ہوں تو اگر وہ خود وہاں موجود ہوں تو کس قدر رحمت نازل ہوگی۔ انسان کی قسمت اہل اللہ کے پاس بدل جاتی ہے۔

قبولیتِ دعا کی علامت

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب دعا میں آنسو بہہ جائیں تو سمجھ لیں کہ قبولیت کی رسید آ گئی۔

پیر کی ضرورت

ارشاد فرمایا کہ پیر وہ ہے جو دل کی پیرا (درد) نکال دے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر تلوار ہے لیکن یہ تلوار کام جب دکھائے گی جبکہ کسی شیخ کے ہاتھ میں ہوگی، شیخ نفس کے ٹائر سے ہوا نکالتا رہتا ہے اگر شیخ ڈانٹ لگا دے تو اسے نعمت سمجھو، اگر شیخ نہ بھی ڈانٹے تو مایوس نہ ہو۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈانٹنا اور خفا ہونا جانتے ہی نہ تھے لیکن ان کا فیض اور نسبت اس قدر قوی تھی کہ کوئی صحبت والا ناکام نہ ہوتا تھا۔

۳۶؎ سنن ابن ماجة: ۳۸۴۶، باب الجوامع من قول او عمل، المکتبة الرحمانیة/ کنز العمال: ۲/۷۷، (۳۲۱۰)، فصل فی اٰداب الدعاء، مؤسسة الرسالة

تقاضائے شدید پر صبر کا انعام

ارشاد فرمایا کہ تقاضا شدید ہو گا تو صبر بھی شدید ہو گا جب صبر شدید ہو گا تو اللہ تعالیٰ کی معیتِ خاصہ بھی شدید نصیب ہو گی۔ اور معیت کلی مشکک ہے ہر ایک کے ساتھ الگ ہوتی ہے۔ جو معیت پیغمبروں کے ساتھ ہوتی ہے وہ صدیقین کے ساتھ نہیں ہوتی۔ میرے شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تعلق مع اللہ کلی مشکک ہے، سجدہ میں اور رکوع میں اور نماز میں اور حج میں اور ہر عبادت میں الگ ہے اور نظر بچانے پر الگ ہے، اور نظر بچانے پر ایسی تجلیات اترتی ہیں کہ انسان خود محسوس کرتا ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس کو جس قدر تقویٰ میں غم پہنچتا ہے اسی قدر اس کی روح میں نور آتا ہے۔

عارف کی عبادت

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ والوں کے پاس جانے سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو گی پھر تمہاری دو رکعت بطور عارف کے غیر عارف کی لاکھ رکعت سے افضل ہو گی جس مقام سے عارف اللہ کہتا ہے اس مقام سے غیر عارف نہیں کہہ سکتا۔ جس طرح تمام انبیائے کرام علیہم السلام اللہ کہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کہیں وہ دوسروں سے بڑھ جائے گا کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے۔

معراج جسمانی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی عطا ہوئی تھی اور دلیل قرآن مجید کی آیت ہے:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ[۳۷]

اور عبد اس وقت بنتا ہے جب جسم ہو کیوں کہ خالی روح تو عبدیت نہیں کر سکتی عبدیت کے لیے جسم ضروری ہے۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ کہاں سے گئے تھے جبکہ آسمان میں سوراخ

---

۳۷ بنی اسرآءیل:۱

نہیں تو اس بات پر اتفاق ہے کہ آدم علیہ السلام جنت سے آئے تھے جس راستے سے آدم علیہ السلام آئے تھے اس راستے آپ صلی اللہ علیہ وسلم گئے تھے۔

ڈاکٹر ڈارون کا نظریہ

ارشاد فرمایا کہ ڈاکٹر ڈارون نے نظریہ پیش کیا کہ انسان بندر کی اولاد ہیں۔ کسی نے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ اس نظریے کی رد لکھیں تو آپ نے فرمایا کہ ہر شخص کو اپنا خاندان پیش کرنے کا اختیار ہے، ہم نبی زادے ہیں، وہ اپنے کو بندر زادے کہتے ہوں تو ضرور کہیں ہمیں کیا اعتراض ہے۔

شیخ کے ساتھ سفر

اگر کوئی محبت کے ساتھ شیخ کے ساتھ سفر کر رہا ہو تو ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت والے دن بھی ساتھ ہو گا اور شیخ کے دین میں حصہ دار بھی ہو گا۔

عاشقِ مولیٰ اور دریا کا کنارہ

اسی دوران ارشاد فرمایا: اکثر اولیاء اللہ نے دریاؤں کے کناروں پر خانقاہیں بنائی ہیں کیوں کہ اس کی لہر سے دل میں لہرا اٹھتی ہے۔ اور خواب میں پانی دیکھنا معرفت حاصل ہونے کی دلیل ہے۔ جنت میں سب سے پہلے جنتیوں کو مچھلی کا جگر کھلایا جائے گا کیوں کہ مچھلیاں بہت معرفت رکھتی ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پہلے پانی پر تھا تو اللہ تعالیٰ مقرب مخلوق کو مقربین کی پہلی غذا بنائیں گے۔

سورج کا قرب اور چاند

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سیارہ عطارد کو چاند نہیں دیا کیوں کہ وہ سورج کے قریب ہے اور وہ ہر وقت روشن رہتا ہے، معلوم ہوا کہ جو سورج کے قریب ہوں گے ان کو چاند کی ضرورت نہیں تو جو اللہ والے قرب کا سورج لیے ہوئے ہیں انہیں چاندوں کی ضرورت نہیں۔

معیت الصالحین

ارشاد فرمایا کہ گناہ کرنے والا بھی اپنے آپ کو بُرا سمجھتا ہے لیکن اپنی نالائقی کا علم علاج کے لیے کافی نہیں جیسے کسی کو ڈاکٹر نے گردے میں پتھری بتلائی ہو تو صرف علم ہونے سے علاج نہیں ہو گا جب تک دوا اور پرہیز نہ کرے اس طرح بہت سارے سالکین کو روحانی بیماری کا علم ہے لیکن صحت حاصل نہیں۔ علم پر عمل کرنے کے لیے قوتِ ارادیہ اور ہمت کی ضرورت ہے اور وہ اہلِ ہمت سے ملتی ہے۔

انسانی طبیعت کی خاصیت

ارشاد فرمایا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی طبیعت میں صفات و اخلاق کا عکس حاصل کرنے کا مادّہ اور خاصیت رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں یہ صلاحیت نہیں رکھی، کسی سور کو ہرن کے ساتھ رکھو تو اس کی عادت تبدیل نہیں ہو گی، کسی مکھی کو پروانے کے ساتھ رکھو تو اس کی خصلت تبدیل نہیں ہو گی کیوں کہ انہیں ولی اللہ نہیں بنانا تھا اور انسان کو ولی اللہ بنانا تھا۔ کسی ولی اللہ کی صحبت سے انسان ولی اللہ بن جاتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ جو سالک اللہ اللہ کرتے ہیں ان میں شیخ کا فیض جذب کرنے کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے۔

گناہ کی علامت

ارشاد فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کی دو علامتیں بیان فرمائی :

مَا حَاكَ فِي الصَّدْرِ

جس سے دل میں کھٹک اور پریشانی پیدا ہو جائے۔ یہ دلیل ہے کہ یہ منکر ہے ورنہ معروف سے کھٹک پیدا نہیں ہوتی۔

وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ [۳۸]

۳۸؎ صحیح مسلم: ۲/۳۱۴، باب تفسیر البر والاثم، ایچ ایم سعید

اور مخلوق کے جاننے سے پریشانی رہے اختر عرض کرتا ہے جب نفس کوئی کام کا تقاضا کرے تو کہو کہ میں دوستوں سے مشورہ کرلوں اور دعا کروالوں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے نفس اپنا تقاضا بھول جائے گا۔

نظر کی حفاظت پر ایمانی حلاوت کا وعدہ

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نظر کی حفاظت پر حلاوتِ ایمانی کا نقد وعدہ کیوں فرمایا ہے؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ دل جسم کا بادشاہ ہے اگر بادشاہ مزدوری کرے تو اس کی اجرت زیادہ ہوگی تو نظر کی حفاظت پر دل دکھ اٹھاتا ہے ٹوٹتا ہے اور حدیث شریف میں ہے:

اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَةِ قُلُوْبُھُمْ[۳۹]

میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس رہتا ہوں اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے پانے والے وہ لوگ ہیں جو اوامر کا امتثال اور مناہی سے اجتناب کرنے والے ہوں۔

وَلَا یَرُوْغُ رَوْغَانَ الثَّعَالِبِ

یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں لومڑیانہ چال چلنے والے نہ ہوں۔

تیرے حکم کی تیغ سے ہوں میں بسمل
شہادت نہیں میری محتاجِ خنجر

شہید کافر کی تلوار سے خون آلود ہے اور عاشق اللہ تعالیٰ کے حکم کی تلوار سے خون آلود ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب ازلی وابدی ہے اور جنت کی نعمتیں ابدی تو ہیں ازلی نہیں ہیں ازل کی تجلیات سے جنت بھی محروم ہے تاکہ کوئی اس کا ہمسر نہ ہوجائے،

---

۳۹ کشف الخفاء للعجلونی،۲/۳۸۸ (۲۸۳۶)،مکتبة العلم الحدیث/التشرف بمعرفة احادیث التصوف:۶۳،المکتبة المظهریة

چوں کہ وہ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ [۴۰] ہے اور دنیا کی شراب (مراد دنیا کی نعمتیں) نہ ازلی ہے نہ ابدی بلکہ بہت گھٹیا ہے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پوری دنیا کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے ہاں اگر مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک قطرہ پانی بھی نہ ملتا۔

اہل اللہ کے پاس جانے کا مقصد

اہل اللہ کے پاس کمیات کے لیے نہ جائے کیوں کہ کمیات میں فرق نہیں ہوتا وہ بھی اتنی ہی فرض نماز کی رکعتیں پڑھتے ہیں جتنی عام مسلمان پڑھتے ہیں، لیکن کیفیات میں فرق ہے، اہل اللہ جب سجدہ کرتے ہیں تو اپنا جگر رکھ دیتے ہیں اور اپنی روح کی صورتِ مثالیہ کو رکوع سجود کرتے دیکھتے ہیں لہٰذا اہل اللہ کے پاس کیفیاتِ احسانیہ میں ترقی کے لیے جائے کیوں کہ ان میں منتقل ہونے کی شان ہوتی ہے۔

حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ احسان کا معنیٰ ہے حسین کرنا۔ یہ کیفیات اسلام اور ایمان کو حسین کر دیتی ہیں۔

نفس کا خون

فرمایا کہ شیر جنگل کا بادشاہ ہے کیوں کہ وہ جانوروں کا خون پیتا ہے لہٰذا کتنا طاقت ور ہے، حالاں کہ شیروں کی تعداد کم ہوتی ہے لیکن جنگل پر بادشاہت کرتے ہیں اسی طرح جو اپنے نفس کا خون پیتا ہے وہ روحانی طور پر بہت طاقتور ہوتا ہے بادشاہت کرتا ہے۔ جس نے اس نفس کا خون نہیں پیا اس نے اس شخص کا روحانی خون پی اور لیا چاروں شانے چت گرا دیا، جب اس نفس کا خون پیا جاتا ہے تو اللہ والوں کو دھڑام سے گرتا ہوا نظر آتا ہے، ایسا دیوانہ جو خونِ آرزو پیتا ہے وہ ایک بھی ہو سارے عالم کو بیدار کیے رہتا ہے۔

ہر نفس پیتا ہو خونِ آرزو
ایسا دیوانہ خدارا چاہیے

---

[۴۰] الاخلاص: ۴

اللہ تعالیٰ کے قرب کی مٹھاس

تائب صاحب نے اشعار پڑھتے ہوئے جب یہ شعر پڑھا ؎

محسوس تو ہوتے ہیں دکھائی نہیں دیتے
اس چومنے والے کے ہیں لب اور طرح کے

تو حضرتِ والا نے فرمایا کہ اسی پر میرا ایک فارسی شعر ہے ؎

از لب نادیدہ صد بوسہ رسید
من چہ گویم روح را چہ لذت کشید

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نظر نہ آنے والے لبوں سے سینکڑوں بوسے لیتے ہیں، میں بیان نہیں کر سکتا کہ روح کیا لذت حاصل کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرب جنت سے اعلیٰ

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی لذت جنت سے بھی بڑھ کر ہے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ [۴۱]

اس میں واوٴ عاطفہ ہے جس کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا کی ڈش اور ہے اور جنت کی ڈش اور ہے۔ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا تو جنت کا خیال بھی نہیں آئے گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہیں اور جنت صرف ابدی ہے اور مومن کے عشق میں بھی ابدیت کی شان ہے کیوں کہ اس کی نیت ابدی ہوتی ہے کہ جب تک زندہ رہیں گے ان کے بن کر رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اور جنت میں کتنا بڑا فرق ہے۔

---

[۴۱] مسند الامام الشافعی: ۱۲۳/تفسیر اللباب لابن عادل: ۱۷/۵۱۹، الفتح (۲۹)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

اللہ والوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آنا

ارشاد فرمایا کہ جنوبی افریقہ میں جہاں سونا نکلتا ہے وہ مٹی سونے کے ساتھ لگے رہنے کی وجہ سے سنہری ہو گئی تو اللہ والوں کے دل میں جب اللہ تعالیٰ کا نور آتا ہے تو وہ خون کے ذریعے ان کے رگ وریشے میں پہنچ جاتا ہے تو ان کا ذرہ ذرہ نورانی ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے انہیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے راستے کا قفل (تالا)

ارشاد فرمایا کہ خواہشاتِ نفسانی اللہ تعالیٰ کے راستے کا تالا ہے ان کا خون چوس لو۔ یہ مطلب نہیں کہ خودکشی کرلو بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلو، جہاں منع کردے وہاں رک جاؤ۔ جہاں اجازت دے کرلو۔ مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں ؎

چوں ہویٰ تازہ ایماں تازہ نیست
کہ ایں ہویٰ جز قفل آں دروازہ نیست

جب تک خواہشات تازہ ہے ایمان تازہ نہیں ہوتا، یہ خواہشات ہی اللہ تعالیٰ کے دروازے کا تالا ہے۔

اہلِ ذکر سے مراد

ارشاد فرمایا کہ قرآنِ مجید میں ارشاد ربانی ہے:

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [۴۲]

ترجمہ: کہ اہلِ ذکر سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ اور اہلِ ذکر سے مراد علماء ہیں کہ اگر تم لَا تَعْلَمُوْنَ ہو تو يَعْلَمُوْنَ سے پوچھو اہل علم کو اہلِ ذکر سے کیوں تعبیر کیا؟ تاکہ علماء ذکر الٰہی سے غافل نہ ہوں۔

---

[۴۲] الأنبياء:۷

اللہ تعالیٰ کی یاد کا نشہ

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور یاد ازلیت اور ابدیت کا نشہ رکھتی ہے ؎

تیرے جلوؤں کے آگے ہمتِ شرح و بیاں رکھ دی
زبانِ بے نگاہ رکھ دی نگاہِ بے زباں رکھ دی

اس لیے اللہ تعالیٰ کی یاد میں جو مست رہتے ہیں وہ دونوں جہاں سے مستغنی ہو جاتے ہیں، وہ جنت کو بھی اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر اور عاشقوں کا محل سمجھ کر مانگتے ہیں اور دنیا تو ہے ہی خراب، حلال بھی مچھر کے پر کے برابر نہیں حرام کی تو کیا حیثیت ہے، یہ دارالامتحان ہے ؎

دنیا میں میں رہتا ہوں طلب گار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

گناہ کا اثر

ارشاد فرمایا گناہ کے لیے بے چینی لازم ہے اور کتنی بے چینی؟ جیسی دوزخ میں ہو گی۔ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى[۴۳] نہ وہ دوزخ میں مریں گے اور نہ جئیں گے کیوں کہ گناہ دوزخ کی شاخ ہے اور شاخ میں مرکز کا اثر ہوتا ہے، جس طرح مرکز کا علاج اللہ تعالیٰ اپنے قدم کی تجلی سے فرمائیں گے اس طرح نفس کا علاج اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی سے ہو گا۔

بد نظری اور دل

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

هُوَالَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ[۴۴]

ترجمہ: کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو سکینہ نازل کرتی ہے مومنین کے دلوں پر۔

۴۳؎ الاعلیٰ:۱۳

۴۴؎ الفتح:۴

اور بد نظری ایسی لعنت ہے جس سے دل ہی غائب ہو جاتا ہے تو جب دل ہی نہیں تو سکینہ کہاں نازل ہو گا؟ لہٰذا اللہ والا بننا اور صاحبِ نسبت بننا فرض عین اور ہر شئے سے مقدم ہے، پہلے ان کے بن جاؤ پھر اور سب ہے، ان کے بغیر چین نہیں ملے گا، لہٰذا عورتوں سے بھی بچیں اور لڑکوں سے بھی بچیں۔ اور گناہ کو دیکھنا اور سننا بہت خطرناک ہے، ایک نہ ایک دن گناہ میں گر جاؤ گے۔

مرشد کا فیض

ارشاد فرمایا: میں حضرت ہردوئی کے ساتھ ایک جگہ گیا تو گلی میں مکانوں کے سامنے سبزہ وغیرہ لگا ہوا تھا ایک مکان کے باغیچہ میں ہر شئے مرتب منظم تھی جبکہ دوسرے مکان کا باغیچہ جیسے کوئی جھاڑ جھنگاڑ ہو، تو حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ نے رک کر احباب سے فرمایا کہ ان دونوں باغیچوں میں فرق اس لیے ہے کہ ایک کا مالی ہے اور ایک کا مالی نہیں ہے، یہی مثال مرشد کی ہے کہ وہ مرید کے دل سے نفس کی جھاڑیاں اکھاڑتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا باغ لگاتا رہتا ہے لیکن اس کی دو شرطیں ہیں: ایک یہ کہ مرید شیخ کو اپنا دل پیش کرے، دوسرا مرید اپنے نفس کا خون پیئے اور اس کی مخالفت کرے۔

سلوک کا نچوڑ

ارشاد فرمایا کہ تصوف اور سلوک کا حاصل اور نچوڑ یہ ہے کہ اپنے نفس کو دشمن سمجھے ورنہ زندگی گزر جائے گی اور خدا نہ ملے گا اور بغیر خدا کے دنیا سے جاؤ گے، اور یہ بات کہ نفس دشمن ہے یہ بات بتانے والے اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ خبریہ کے ذریعے خبر دی ہے:

اِنَّ اَعْدَیٰ عَدُوِّكَ فِیْ جَنْبَیْكَ[۴۵]

ترجمہ: بیشک تیرا سب سے بڑا دشمن تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

---

۴۵ مرقاۃ المفاتیح: ۳/۲/۳، باب التطوع، دار الکتب العلمیۃ بیروت

عشرت اور حسرت

ارشاد فرمایا کہ عشرت میں انسان شکر کے راستے سے اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے اور حسرت میں صبر کے راستے سے پہنچتا ہے۔

ہے اسی طرح سے ممکن تیری راہ سے گزرنا
کبھی دل پہ صبر کرنا کبھی دل سے شکر کرنا

(دیوانِ اختر)

لیکن عشرت کا راستہ خطرناک ہے، لوگ عیش پرست ہو جاتے ہیں لیکن حسرت میں آہ و زاری اور بے قراری ہوتی ہے جس سے جلد منزل تک پہنچ جاتا ہے جیسے نظر بچانے کا غم اٹھایا اور تلملا کے رہ گیا یعنی کسی کے رخسار کے تل سے نظر بچا کے بلبلا کے رہ گیا اس پر پھر حلاوتِ ایمانی دل میں آتی ہے اور نورِ تقویٰ پیدا ہوتا ہے پھر یہ حلاوتِ ایمانی اور نور خون کے ذریعے پورے جسم میں سپلائی ہوتا ہے اور چہرے پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے۔

(ماخوذ از: سفر نامہ رنگون وڈھاکہ)

۞۞۞۞

عظمت تعلق مع اللہ

دامنِ فقر میں مرے پنہاں ہے تاجِ قیصری
ذرّۂ دردِ وغم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں

اُن کی نظر کے حوصلے رشکِ شہانِ کائنات
وسعتِ قلبِ عاشقاں ارض و سما سے کم نہیں

اُمورِ عشرہ برائے اصلاحِ معاشرہ

از محی السنۃ حضرتِ اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاء اللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا۔ اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بدنگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاقِ ذمیمہ (بُرے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص وطمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائلِ تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قراءت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقے کو سیکھنا۔ نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سننِ عادات کا بھی خاص خیال رکھنا مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ مسنون طریقے پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلامِ پاک کے حُسن وجمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعدِ اخفاء واظہار، معروف ومجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات ومعاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت وپریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہُوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں۔ نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر وثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب وروز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ مؤکدہ، سُنتِ غیر مؤکدہ، مستحب و مباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر وشرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان بزرگانِ دین میں ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دردِ محبت کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے اس آتشِ حق سے لاکھوں سینوں کو پھونک کر انہیں سوزِ آتشِ حق سے آشنا کیا۔ جس دل سے لاکھوں قلوب میں آتشِ حق روشن ہوئی خود اس قلب میں اللہ کی محبت کی کیا آگ بھری ہوگی۔

زیرِ نظر کتاب ''تذکرہ مجمع البحار'' اسی حاملِ آتشِ حق شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات، آپ کے اقوال وارشادات اور مواعظ ونصائح پر مشتمل ہے۔ چوں کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت کے متعدد بڑے بڑے اولیاء کرام اور علماء عظام کی صحبت، زیارت اور ان سے فیض کا شرف حاصل کیا، اور ان میں سے علم وعمل کے سمندر تین اکابر کو اپنا شیخ بنایا تھا، چناں چہ اسی نسبت سے کتاب کا نام ''تذکرہ مجمع البحار'' تجویز کیا گیا یعنی اس ذاتِ گرامی کا تذکرہ جس کے اندر بزرگانِ دین کے علوم کے سمندر جمع تھے۔

www.khanqah.org

ناشر

کتب خانہ مظہری

AN003